REGD NO. P. 67:-

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱	۲ ظہور ۱۳۴۱ ہش ۳ صفر ۱۳۸۲ھ ۲ اگست ۱۹۶۲ء	نمبر ۳۱

اخبار احمدیہ

نخلہ ۲۷ جولائی بوقت دس بجے صبح: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت اچھی ہے البتہ ڈاڑھ کی درد کی تکلیف بھی چل رہی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

لاہور ۲۷ جولائی۔ محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی صحت کے بارہ میں اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ آپ کی طبیعت پھر زیادہ ناساز ہو گئی اور حالت تشویشناک ہے۔ آپ کو علاج کی غرض سے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہے۔

قادیان ۳۱ جولائی۔ محترم مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب
کی
قادیان میں آمد اور ان کی خدمت میں لٹریچر کی پیشکش

قادیان مورخہ ۲۸ جولائی۔ آج جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ حکومت پنجاب حسب پروگرام قادیان تشریف لائے۔ ان کے ساتھ جناب پنڈت موہن لال صاحب وزیر داخلہ و جناب کلونت رائے صاحب بھل ڈپٹی کمشنر گورداسپور جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب ایس۔ پی گورداسپور جناب چوہدری رادھا کشن صاحب ڈی۔ ایس۔ پی بٹالہ۔ جناب سردار دلیپ سنگھ صاحب سندھو ایس۔ ڈی۔ ایم بٹالہ اور سردار منس راج سنگھ صاحب تحصیلدار بٹالہ مع سردار ست نام سنگھ صاحب باجوہ و دیگر ایم۔ ایل صاحبان و معززین علاقہ تشریف لائے

اس تقریب میں اہالیان شہر کی طرف سے کئی استقبالیہ گیٹ بنائے گئے

چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی قصبہ کی شمالی جانب کالج روڈ کے چوک پر جھنڈیوں سے مزین اور خوبصورت گیٹ جناب وزیر اعلیٰ و وزیر داخلہ کو خوش آمدید کے لئے تیار کیا گیا۔ احباب جماعت [illegible] امیر صاحب جماعت قادیان کے زیر انتظام ۔۔۔ اس جگہ استقبال کے لئے جمع ہوئے ساڑھے دس بجے کے قریب جناب کیروں صاحب کی کار ہمارے گیٹ کے پاس پہنچی۔ اور آپ جونہی کار سے اترے ناظران سلسلہ عالیہ احمدیہ اور دیگر ذمہ دار عہدہ داران جماعت نے آپ کا استقبال کیا اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے

ازاں بعد وزیر صاحبان مع دیگر مہمانوں کے مقامی کالج میں تشریف لے گئے۔ وہاں پر کالج کمیٹی کی طرف سے آپ کو ایڈریس دیا گیا۔ جس کے جواب میں آپ نے کالج کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے ہر طرح امداد اور تعاون کا وعدہ کیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ وہ صوبہ بھر میں تعلیمی معیار کو زیادہ سے زیادہ بلند اور ارزاں کرے

کالج کی تقریب سے فارغ ہونے کے بعد آپ مع دیگر معزز مہمانوں کے نئی تجویز کردہ مارکیٹ کی جگہ پر آئے وہاں پر مارکیٹ کا سنگ بنیاد رکھا اور اس جگہ پر میونسپل کمیٹی کے ایڈریس کے جواب میں تقریر فرمائی۔ میونسپل کمیٹی کی طرف سے اس بات کا اظہار بھی کیا گیا کہ قادیان احمدیہ جماعت کا مقدس مذہبی مرکز ہونے کی وجہ سے بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ اور یہاں سالانہ جلسہ بھی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہاں بیرون ممالک کے معزز احمدی احباب کثرت سے آتے رہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے کئی اخراجات میونسپل کمیٹی کو بھی کرنے پڑتے ہیں۔ جو اس کی کم آمد کی وجہ سے بہت گراں گذرتے ہیں۔ لہٰذا کمیٹی کی حالت کو درست کرنے کے لئے حکومت سے درخواست ہے کہ وہ مارکیٹ مضبوط کرنے اور کارخانے وغیرہ لگوانے میں مدد دے۔

اس کے جواب میں کیروں صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے صوبے میں سو فیصدی لوگ خواندگی اختیار کریں۔ اور اس کا تعلیمی معیار زیادہ سے زیادہ بلند ہو۔ اسی طرح ہریجنوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے بھی حکومت کو توجہ ہے کیونکہ سب انسان سوشل حقوق کے اعتبار سے برابر اور ہم مرتبہ ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ ہمارے زمیندار بہتر طریق پر کاشت نہیں کرتے۔ اور انکی فی ایکڑ پیداوار ترقی یافتہ ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میری حکومت کی کوشش ہے کہ قادیان میں کوئی کارخانہ لگایا جائے کہ اس کی اقتصادی حالت پہلے کی طرح بلند کی جاسکے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تقسیم ملک سے پہلے یہاں پر احمدی جماعت نے بہت سے کارخانے قائم کئے ہوئے تھے جن میں بہت سی نادر اشیاء تیار ہوتی تھیں۔ لیکن اب یہاں پر کوئی کارخانہ نہیں اور لوگوں کو گذارہ مہیا کرنے کے لئے بہت دشواری ہے

مارکیٹ کمیٹی کی تقریب سے فارغ ہونے کے بعد معزز مہمان لنچ کے لئے خالصہ سکول تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر سو کے قریب معزز افراد مدعو تھے۔ ۔۔۔ بھی ان میں شامل ہوئے۔ تقریباً چار بجے جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر داخلہ مع دیگر معززین کے بٹالہ روانہ

جلسہ سالانہ قادیان
۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

گذشتہ سالوں میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۶-۱۷-۱۸ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوتا رہا ہے لیکن احباب جماعت کے اس مطالبہ پر کہ کرسمس کی چھٹیوں کے قریب جلسہ سالانہ کی تاریخیں رکھی جائیں۔ تو وہ ان چھٹیوں سے اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے کرایہ کی رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ تعداد میں جلسہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا صدر انجمن احمدیہ کی درخواست پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر کی تاریخوں کی منظوری عطا فرمادی ہے اسلئے جملہ احباب اور جماعتوں کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال دسمبر ۱۹۶۲ء سے جلسہ سالانہ قادیان مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر کی تاریخوں میں منعقد ہوا کرے گا۔

احباب جماعت کرسمس کی چھٹیوں اور رعایتی ٹکٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد حاصل کریں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ماریشس میں تبلیغِ اسلام کی کامیاب خدمات

پبلک مقامات پر ریڈیو کے ذریعہ لیکچرز۔ باہمی تعلقات کی وسعت۔ مطبوعہ تبلیغی لٹریچر کی تقسیم فضل عمر کالج کا اجراء۔ اور شاندار مرکزی مسجد کی تعمیر۔ احباب جماعت کی رضاکارانہ خدمات

از مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مبلغ جماعت احمدیہ مقیم روزہل ماریشس

اشاعتِ اسلام اور جماعت احمدیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس غرض کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ قرآنی آیت "لیظہرہ علی الدین کلہ" کے مطابق دینِ اسلام کی تکمیلِ اشاعت ہو۔ اور اس کی سچائی دوسرے سب دینوں پر غالب آجائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی مختلف رنگوں میں نصرت فرمار ہی ہے اور آج دنیا کے کونے کونے سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو رہا ہے۔ آج کی صحبت میں صرف ماریشس کے حالات پیش کئے جاتے ہیں۔ جو افریقہ میں دنیا کا ایک کنارہ کہلاتا ہے۔ اور یہاں پر احمدیت کا قیام اور عروج ہی ۵۰ سال قبل کے وعدہ الٰہی کے پورا ہونے پر دلیل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے خطاب فرمایا تھا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اور پھر حضرت امام ہمام المصلح الموعود کی پیدائش سے قبل بھی بتایا گیا تھا "وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا" آج اس چھوٹے سے جزیرے کے سینکڑوں اور ہزاروں افراد حضرت المصلح الموعود کی شہرت کے زندہ گواہ ہیں بلکہ اس کے فرمان پر جان تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

ماریشس بحیرہ ہند میں ۷۲۰ مربع میل کا جزیرہ ہے جس کی آبادی تقریباً ۷ لاکھ ہے۔ بسنے والوں میں یورپین (بالخصوص فرنچ اور انگریز) کریولین اور انڈین۔ (موجودہ حدود کے لحاظ سے پاکستانی اور ہندوستانی) لوگ ہیں جن کی زبانیں جدا جدا اور بکثرت الگ الگ ہیں۔ مثلاً زبانوں کو گنیں تو کریول۔ فرنچ۔ انگریزی ہندوستانی۔ تامل۔ تیلگو۔ ہندی۔ مراٹھی وغیرہ استعمال ہوتی ہیں۔ اور مذہب کے لحاظ سے عیسائیوں کے مختلف فرقے ہندوؤں کے سناتنی اور آریہ لوگ بہ حیثیت ... مسلمان بھی موجود ہیں۔

مگر مسلمانوں کی وہی زبوں حالی ہے جس کا نقشہ حالی اور اقبال نے اپنے شعروں میں پیش کیا ہے۔ اور عربی کی بجائے ہندوستانی کو اپنی مذہبی زبان تصور کرتے ہیں۔ خواہ اس سے سو فیصدی نابلد ہی کیوں نہ ہوں۔ پس مختلف زبانوں اور لوگوں کی وجہ سے ماریشس کو معجون مرکب کہا جائے تو بجا ہوگا جس کی وجہ سے ایک مشنری کے لئے اس کے کام میں اتنی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں جن پر قابو پانا تمام حالات میں بے حد مشکل نظر آتا ہے۔ تاہم جون ۱۹۱۵ء سے جن احمدیہ مشنریوں نے ان مشکلات کا خوب مقابلہ کیا۔ ان میں حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ حافظ عبید اللہ صاحب۔ حافظ جمال احمد صاحب (ان تینوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا بھی فخر حاصل تھا۔ اور آخری دونوں سرزمین ماریشس ہی میں ابدی نیند سو رہے ہیں) چوتھے اور پانچویں حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر تھے ان سب کی تبلیغ کا نتیجہ ہی تھا کہ یہاں کے عیسائی اور ہندو اسلام سے از حد مرعوب ہیں۔ اور مسلمان بھی احمدی مبلغین کے دفاعِ اسلام کی کوششوں کے مداح ہیں۔ مجھے وکالت تبشیر والوں کے حکم سے مشرقی افریقہ کے مشن سے یہاں ۹ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو پہنچنے کا موقعہ ملا۔ گذشتہ ڈیڑھ سال میں خاکسار کے ساتھ مقامی احباب نے جن طریقوں پر اشاعت اسلام کا کام کیا اس کی مختصر سی سرگذشت ہدیہ قارئین ہے۔

(۱) لیکچرز

آسمانی پیغام کو عوام تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ لیکچرز ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں کے حالات کے پیش نظر مختلف شکلوں میں لیکچروں کا انتظام کیا جاتا ہے تاکہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکے۔

(الف) ماریشس کی چھ احمدیہ مساجد میں ہفتہ وار اور پندرہ روزہ لیکچرز "درس القرآن" کے نام سے جاری رکھے جس میں غیر از جماعت مسلمان، ہندو بھی حصہ لیتے رہے۔ ایسی مجالس میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کے بعد سامعین کو سوالات کرنے کا موقعہ بھی دیا جاتا ہے جس سے مضمون زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

(ب) گو احمدیہ مساجد میں غیر مسلم بھی سننے کے لئے آجاتے ہیں مگر ان کی اکثریت اس سے جھجکتی ہے اس لئے ملک کے مختلف حصوں میں جہاں Village Halls اور Social Centres ہیں۔ پبلک جگہوں پر جاکر اسلامی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کی جاتی رہی ہیں۔ ایسی تقاریر کا اعلان اخبارات اور دعوتی کارڈوں کے ذریعہ سے کر دیا جاتا ہے۔ اور لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام اکثر اوقات ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ ۵۰ سے زائد دفعہ ایسی تقاریر کا موقعہ ملا۔

اب تو اکثر سامعین کا تقاضا ہے کہ ان کے حلقوں میں ایسی تقاریر جلدی جلدی کی جایا کریں۔ خصوصاً غیر مسلم اصحاب جن کے سامنے پہلی بار اسلامی خوبیوں کو سنتے ہیں وہ حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ ایسی عمدہ باتیں اور ہم ان سے اب تک محروم رہتے۔ ایسی مجلس کے لئے اکثر غیر مسلم دوستوں نے اپنے کالجوں کو بھی پیش کیا۔ اسی سلسلہ میں ۲۷ر جون ۱۹۶۲ء کو ماریشس کے دار الخلافہ پورٹ لوئیس میں ہمارا سب سے بڑا جلسہ ہوا۔ جو وہاں کے میونسپل تھیٹر میں منعقد ہوا۔ ہال ہجوم سے بھرا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ اکثر دیر سے آنے والوں کو باہر کھڑے ہو کر لاؤڈ سپیکر سے مدد لینی پڑی۔ سامعین کی تعداد کم از کم ۷۰۰ تھی۔

(ج) یہاں کی مخلوط آبادی اور پھر اس کے اندر منافرت کے جذبات پائے جانے کے پیش نظر احمدیہ لٹریری سرکل ہر ماہ ایک ایسا جلسہ منعقد کرتی چلی آرہی ہے جس میں جماعت کے علاوہ دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی بولنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اسی قسم کے SYMPOSIUMS مختلف مضامین پر ہوتے ہیں۔ مثلاً مذہب اور سائنس (۲) مذہب اور کمیونزم (۳) مذہب اور عورت کی ترقی (۴) مذہب اور روزہ (۵) اختلاف میں بھی رحمت ہوتی ہے۔ سامعین نے ہمیشہ یہ محسوس کیا ہے جو سینکڑوں کی تعداد میں ماریشس کے کونے کونے سے آئے ہوتے ہیں کہ ان مضامین پر اسلام کے نمائندہ کے خیالات دوسروں پر غالب رہے۔ اسی سلسلہ میں ہماری BRAINS TRUST کی مجالس بھی اتنی پسندیدہ ہوئی ہیں کہ اب دوسروں نے بھی ان کی نقل کرنی شروع کر دی ہے۔ ان مجالس کی رپورٹیں اخبارات میں بھی شائع ہوئیں اور تمام معززین ان کی مدح سرائی کر رہے ہیں۔ مثلاً یہاں کے ایک مشہور سیاستدان اور ماہر تعلیم مسٹر ... ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ممبر آف لیجسلیٹو کونسل و پرنسپل ماریشس کالج لکھتے ہیں:۔

"میں نے آپ کی (احمدیوں) بعض مجالس میں شمولیت کی جس رنگ اور رواداری کے ساتھ یہ مجالس منعقد کی جاتی ہیں وہ قابلِ تعریف ہیں"

یہی وہ اسلامی رواداری ہے جس کی اس وقت کو اشد ضرورت ہے۔ اور ہماری معمولی سی کارروائی سے اس اسلامی خوبی پر آج ماریشس عمل کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اخبارات میں بھی اکثر اس کا تذکرہ ہوتا ہے۔

(د) گذشتہ ڈیڑھ سال میں کئی اہم مواقع پر ماریشس براڈکاسٹنگ سروس پر بھی تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کے ذریعہ سے ہر ماریشس گھرانے تک پہنچنے کی توفیق ملی خصوصاً ہندو اور مسلمان عورتیں تو میری ایسی تقریر کو سننے کا خاص اہتمام کیا کرتی ہیں۔

(س) شادی بیاہ اور دیگر خوشی اور غمی کے مواقع پر جہاں کہ مسلم اور غیر مسلم سبھی جمع ہوتے ہیں کو اسلامی تعلیم پہنچانے کا موقعہ ملتا رہا۔ اور بہت سے سمجھدار دوستوں نے ان مجالس میں ہماری ... تقریر کو از حد سراہا کیونکہ ... لوگ تو ایسے مواقع پر صرف رسم و رواج ... باقی ... پڑھنے میں ہی وقت گزار دیتے جن سے آج کل کے تعلیم یافتہ لوگ سمجھ سکنے کی وجہ سے نفرت ہی پڑھتے جارہے ہیں علاوہ ازیں ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری سوشل اور تعلیمی مجالس میں بھی مختلف لیکچرز کرنے کا موقعہ (باقی صفحہ پر)

جماعت احمدیہ کی خواتین سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

اسلام نے عورت کو جو بلند مقام بخشا ہے اس کے مطابق اپنے فرائض ادا کرو اور اپنے دینی علمی تعلیمی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرو

فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

(۲)

مذہبی تعلیم ہی نہیں دنیوی تعلیم میں بھی دوسری عورتیں ہماری عورتوں سے پیچھے ہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم کو اگر مد نظر رکھا جائے تو ہماری عورتیں دوسری عورتوں سے سو گنے زیادہ ہیں۔ ان میں سو میں سے ایک بھی نہیں جس نے اعلیٰ دنیوی تعلیم حاصل کی ہوئی ہو۔ اور ہماری جماعت میں کئی ہیں۔ تو تعلیم کے لحاظ سے خواہ دنیوی تعلیم کو بھی لیا جائے

ہماری جماعت میں بہت زیادہ تعلیم

پائی جاتی ہے اور ہماری عورتیں نسبت تعلیم کے لحاظ سے دوسروں سے پانچ چھ گنا بڑھ کر ہیں۔ اور اگر دینی تعلیم کو لیا جائے۔ تو ہماری عورتوں کے مقابلہ میں وہ بالکل صفر ہیں ہماری جماعت میں سینکڑوں عورت ایسی ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ جانتی اور وہ مردوں کو پڑھا سکتی ہے سینکڑوں عورت ایسی ہے جو حدیث کا ترجمہ جانتی اور دوسروں کو پڑھا سکتی ہے۔ لیکن باوجود اس تعلیم کے تم نے اپنی ذمہ داری کبھی سمجھی نہیں۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ مردوں کا کام ہے۔ حالانکہ پھنسی ہوئی کشتی اور پھنسی ہوئی گاڑی بغیر دونوں طرف چپو چلانے کے اور بغیر دونوں بیلوں کے زور لگانے کے نہیں نکل سکتی۔ ہماری کشتی بھی اس وقت بھنور میں پھنسی ہوئی ہے جب تک دونوں چپو نہیں چلائے گے مرد بھی اور عورت بھی اور جب تک اس گاڑی کو مرد بھی نہیں کھینچیں گے اور عورتیں بھی اس وقت تک ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

پس میں

لجنہ اماء اللہ کو ہدایت

کرتا ہوں کہ وہ ایک کورس جاری کرے۔ جس میں وہ تمام مسائل آجائیں جو بالعموم پیش آتے ہیں اور پھر جیسے خدام کا پندرہ روزہ تربیتی کورس ہوتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں تحریک کی جائے کہ مختلف مقامات سے اس غرض کے لئے احمدی عورتیں آئیں اور دینی مسائل سیکھیں یہاں آنے پر ان کو مختلف مسائل کے متعلق نوٹ لکھوائے جائیں۔ سوال و جواب کے ذریعہ ان کے معلومات کو بڑھایا جائے اور ان کے سامنے ایسی تقریریں کی جائیں جو ان کی علمی استعداد میں اضافہ کرنے والی ہوں۔ ہمیں اساتذہ کی بھی ضرورت ہے کہ ہم عورتوں کی تعلیم کو اور زیادہ وسیع کریں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو اور بھی اعلیٰ تعلیم دلائیں اس کیلئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اسی سال یعنی ۱۹۵۱ء میں یہاں

زنانہ کالج قائم کر دیا جائے

بلکہ ہم نے تجویز کر دی ہے میری بیوی ام متین مریم صدیقہ جو ایم۔ اے ہیں وہ اس کی نگران ہو سکتی ہیں۔ فرخندہ بیگم بی۔ اے بی۔ ٹی ہیں۔ وہ اب جلدی ایم۔ اے کر لیں گی۔ وہ پروفیسر مقرر ہوں گی۔ اسی طرح ایک دو اور عورتیں باہر سے لے کر ہم کام شروع کر دیں گے اور کچھ مرد پردہ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھا دیں گے ہماری تجویز یہ ہے کہ اس وقت جو دینیات کلاس ہے اسے ختم کر دیا جائے۔ مدرسہ میں جتنی عربی اور

قرآن کریم اور دینیات

کی تعلیم ہے۔ اسی پر اکتفا کیا جائے اور اس کے بعد کالج میں ان کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جائے تاکہ ہماری جماعت میں زیادہ سے زیادہ عورتیں بی۔ اے اور ایم۔ اے ہوں اور تاکہ انہی میں سے وہ ہوں جو دینی خدمت کے لئے وقف ہوں م انہی میں سے وہ ہوں جو اپنے گھر بار کا کام کریں۔ اور اپنے

خاندان اور علاقہ کی تعلیم

کا انتظام کریں۔ اس سال سے ایف۔ اے کی جماعت شروع کر دی جائے گی۔ اگلے سال تک کورس اور پروفیسروں کے انتظام کے ساتھ انشاء اللہ دوسری جماعت ایف۔ اے کی اور پہلی جماعت بی۔ اے کی شروع کر دی جائے گی اور تیسرے سال کے شروع میں سارے بی۔ اے کی جماعت کھول دی جائے گی اور اگر خدا تعالیٰ نے روپیہ مہیا کر دیے تو

ایم۔ اے کی کلاسز

بھی کھل جائیں گی۔

میں ایک اور بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ہم نے کالج کھولنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ بورڈنگ بھی ہوگا جنہوں نے اپنی لڑکیوں کو کالج میں تعلیم دلانی ہو جیسا کہ لجنہ کی طرف سے بار بار اعلان ہو رہا ہے۔ وہ اضلاع میں بہاں رہنے والی لڑکیوں کو اپنے گھروں میں ہی رکھیں گے۔ مگر جن کا یہاں کوئی رشتہ دار نہیں ان کے لئے ایک چھوٹا سا بورڈنگ بنا دیا جائے گا۔ اور وہ اس میں رہیں گی۔ اس ذریعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ عورتیں بہت جلد اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیں گی۔ اور

ہمارا علمی معیار

بہت اونچا ہو جائے گا۔ ایک کالج آسانی کے ساتھ ایک سو شاگرد ایک جماعت میں لے سکتا ہے۔ اگر ہر سال ایک سو بی۔ اے یا ایک سو ایم۔ اے عورتیں ہمارے کالج سے نکلنی شروع ہو جائیں تو دس سال کے اندر اندر سارے مغربی پنجاب کی تعلیم اور سارے مغربی پنجاب کی عقلی اور ذہنی ترقی کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے اور نسبت کے لحاظ سے ہماری تعلیم بہت بڑھ جائے گی۔ دوسری لڑکیوں کا بہت سا وقت شاعروں میں یا پارٹیوں میں یا سینماؤں میں ضائع چلا جاتا ہے مگر ہمارے کالج کی لڑکیاں ان باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کریں گی۔ اور وہ بہت جلد علمی ترقی حاصل کر لیں گی۔ لڑکوں کی تعلیم میں بھی ہم نے یہی دیکھا ہے کہ چونکہ

احمدی لڑکے

محنت زیادہ کرتے اور اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ اس لئے وہ اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے لڑکے سینما میں وقت ضائع کرتے ہیں اور ہمارے لڑکے دوسروں کو بھی ان باتوں سے منع کرتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے لڑکے زیادہ ہوشیار نکلتے ہیں اور زیادہ اچھے نمبروں پر کامیاب ہوتے ہیں۔ پھر ان کو

اخلاقی تعلیم

دی جاتی ہے جس کی وجہ سے عام طور پر ان میں دیانتدار زیادہ ہوتے ہیں۔

غرض احمدیوں کے لئے ترقی کا بہت بڑا میدان ہے کیونکہ ہماری بنیاد مذہب اور اخلاق پر ہے۔ اور دوسروں کی بنیاد ضیاع وقت پر ہے اور یہ سیدھی بات ہے کہ بالآخر مذہب اور اخلاق ہی جیتیں گے دنیا میں جب بھی کوئی شخص مذہبی نشان دکھاتا ہے یا اخلاقی نشان دکھاتا ہے تو چاہے کسی وجہ سے دکھائے وہ جیت جاتا ہے۔

مجھے یاد ہے

میں بچہ تھا کہ میں نے ایک کشتی منگوائی میں نے اور بعض اور رشتہ داروں نے چندہ ڈالا اور قادیان کے ارد گرد جو جوہڑ تھا اس میں وہ کشتی ڈال دی۔ ہم حتی الوسع اس کی حفاظت کرتے تھے مگر پھر بھی بعض دفعہ جب تالا کھلا رہ جاتا۔ تو محلہ کے لڑکے آتے اور اسے کھول کر پانی میں لے جاتے۔ اس میں صرف پانچ آدمیوں کی گنجائش تھی۔ مگر وہ

دس دس پندرہ پندرہ

اس میں بیٹھ جاتے اور پھر خوب کودتے اور چھینٹیں لگاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ

م۔ انہی میں سے وہ ہوں جو ڈاکٹری وغیرہ کا پیشہ اختیار کرنے والی ہوں۔

کشتی خراب ہو گئی۔ میں نے ایک لڑکے سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ دوسرے وقت میں گاؤں کے بعض لڑکے آتے ہیں اور وہ اس کشتی کو پانی میں لے جا کر خراب کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ دفعہ وہ آئیں تو مجھے بتانا۔ چنانچہ ایک دن گاؤں کے دس بیس لڑکے آئے اور وہ کشتی کو پانی میں لے جا کر خوب کودنے اور چھلانگیں لگانے لگے وہ لڑکا بھاگا بھاگا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ چلیں

لڑکے کشتی لے گئے ہیں

اور وہ اسے خراب کر رہے ہیں۔ میری عمر اس وقت ساڑھے تیرہ سال کی تھی۔ میں دوڑ دوڑا وہاں پہنچا دیکھا تو واقعہ میں وہ خراب کر رہے تھے۔ لڑکوں نے مجھے دیکھ لیا اور چونکہ وہ گاؤں کے تھے اور ہم گاؤں کے مالک تھے وہ ہم سے ڈرتے بھی تھے انہوں نے مجھے جب آتے دیکھا تو یکدم انہوں نے تالاب میں چھلانگیں ماریں اور بھاگ گئے [illegible] چھلانگیں لگانے کے بعد گھبراہٹ [illegible] دوسرے ساحل کی طرف جانے [illegible] اسی طرف آ گیا جس طرف میں کھڑا تھا۔ کچھ دور تک پہلے تو [illegible] نے بچ کر جانا چاہا مگر [illegible] کنارے کی طرف پہنچا اور ابھی وہ جو ہڑ سے نکل ہی رہا تھا کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور بڑے غصہ سے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا اس نے بھی سمجھ لیا کہ میں اب مارے بغیر نہیں رہ سکتا چونکہ

وہ ایک مزدور پیشہ لڑکا تھا

اس میں یہ جرأت تو نہیں تھی کہ مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا سکے اور پھر وہ مجرم بھی تھا ورنہ وہ مجھ سے دو سال بڑا تھا اور اگر وہ مجھے مارنا چاہتا تو خوب کوٹ سکتا تھا بہرحال میں نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا اس پر بے اختیار اس نے بھی اپنا ہاتھ اٹھا لیا مارنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ جب مار پڑے تو وہ اسے روک سکے مگر پھر اسے خیال آیا کہ فائدہ کوئی نہیں اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ انہیں اور زیادہ غصہ آئے گا اور یہ مجھے اور ماریں گے بہرحال جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو مجھے طبعی طور پر اور زیادہ غصہ آیا اور میں نے زور سے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف لے گیا تا کہ پوری طاقت کے ساتھ اسے ماروں مگر معاً

اس کے دل میں خیال پیدا ہوا

کہ ہاتھ اٹھانے کا کیا فائدہ؟ اور اس خیال کے آتے ہی اس نے اپنا ہاتھ نیچے گرا دیا اور اپنا منہ آگے کر کے کہا لو جی مار لو۔

بس تھا تو بچہ مگر آخر بچہ کے سر میں بھی دماغ ہوتا ہے۔ جب اس نے کہا کہ لو جی مار لو۔ تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس نے مجھے [illegible] ہے میرا ہاتھ رک گیا اور میں شرم [illegible] مارے پانی پانی ہو گیا اس لئے کہ اس نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم جدا ہوئے تو اس کا سر اونچا تھا فخر سے اور میرا سر نیچا تھا شرمندگی سے تو گالی دینے والا بے شک گالی دیتا ہے لیکن فوراً اس کے ساتھی سمجھتے ہیں کہ یہ ذلیل آدمی ہے اور وہ بھی اپنی ذات میں شرمندہ ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے بہت بری حرکت کی ہے غرض

اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ اخلاق

سے جو کام لیا جا سکتا ہے وہ گالی گلوچ سے نہیں لیا جا سکتا۔ اور یہ ہتھیار خدا تعالیٰ نے ہمیں بخشا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ تم عزم کر لو کہ آئندہ اپنی تعلیم کو استعمال کرو گی۔ اگر تم اپنی تعلیم کا استعمال سیکھ لو اور اگر اخلاق کے متعلق جو اسلام کی تعلیم ہے اس کو یاد کر لو اور عورتوں کے سامنے پیش کرو تو [illegible] عورتوں کے دل نرم ہو جائیں گے [illegible] مردوں سے بھی [illegible] گے جو ہنسو گے خبردار آئندہ احمدی [illegible] ہرگز نہ ملنا اگر کچھ ایسے بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ان کا لٹریچر لاؤ تا کہ ہم بھی [illegible] مطالعہ کریں۔ تو عورتوں میں تعلیم پھیلاؤ اور انہیں مسائل سکھانا

لجنہ کا آئندہ پروگرام

ہونا چاہئے جس کی ایک شاخ میں نے یہ بتائی ہے کہ ہم نے یہاں کالج کھولنے کا ارادہ کیا ہے دوسری چیز جس کی طرف میں عورتوں کو خصوصیت کے ساتھ توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ مسجد ہالینڈ ہے میں نے عورتوں کے چندہ سے اس مسجد کے بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہالینڈ ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ شاید ساری آبادی اس کی پچاس لاکھ سے زیادہ نہیں مگر وہ ایک ملک ہے جس نے انگریزوں کی طرح بعض دوسرے ملکوں پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ انڈونیشیا جس کے بڑے بڑے جزائر سماٹرا۔ جاوا اور بورنیو وغیرہ ہیں اور جس کی آبادی [illegible] کروڑ [illegible] ہے یہ سارا ملک پہلے ہالینڈ کے ماتحت تھا گویا انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے پاکستان کے برابر ہے لیکن

مسلمانوں کی تعداد

کے لحاظ سے پاکستان سے بڑا ہے کیونکہ پاکستان میں ڈیڑھ دو کروڑ ہندو ہیں اور یہاں ہندو اور دوسری قومیں چالیس پچاس لاکھ سے زیادہ نہیں اس ملک پر پہلے ہالینڈ کا قبضہ تھا ملک کا نام ہالینڈ

ہے لیکن قوم کا نام ڈچ ہے جو انڈونیشیا پر حکومت کر رہی تھی۔ اب جس طرح پاکستان آزاد ہوا ہے اسی طرح انڈونیشیا میں پاکستان کے قیام کے بعد نئی اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے جس کی آبادی مسلمانوں کے لحاظ سے [illegible] اسلامی ممالک سے زیادہ ہے لیکن جس طرح پاکستان اور ہندوستان کا آزادی کے بعد بھی انگریزوں کے ساتھ تعلق ہے اسی طرح انڈونیشیا گو آزاد ہو گیا ہے لیکن چونکہ اس کا تعلق ایک لمبے عرصہ تک ہالینڈ سے رہا ہے۔ ڈچ کمپنیاں وہاں کھلی ہوئی ہیں ڈچ زبان بولنے والے وہاں پائے جاتے ہیں۔ ڈچ زبان میں ڈگریاں ان کو حاصل ہوتی ہیں اس لئے باوجود آزاد ہونے کے ڈچ کا ان پر اثر ہے اور انڈونیشیا کا [illegible] پر اثر ہے پھر

انڈونیشیا کو ایک اور خصوصیت

یہ حاصل ہے کہ مشرقی ممالک میں سے وہ ملک جس نے سب سے زیادہ احمدیت کو قبول کیا ہے وہ انڈونیشیا ہی ہے یہاں دس ہزار احمدی ہیں اور احمدی بھی اچھے تعلیم یافتہ ہیں گویا صرف تعداد کے لحاظ سے وہ زیادہ نہیں بلکہ رسوخ کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں انڈونیشیا کے کئی وزراء ایسے ہیں جن کی رشتہ داریاں احمدیوں کے ساتھ ہیں [illegible] کئی احمدی بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں چنانچہ انڈونیشیا کی آزادی کے بعد ان کی طرف سے جو سفیر پاکستان میں مقرر ہو کر آیا اس کا سیکرٹری ایک احمدی اور قادیان کا تعلیم یافتہ ہے اور سیکرٹری کی حیثیت ایک کمشنر کی سی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک پہلا سیکرٹری جو بیمار ہو کر [illegible] چلا گیا وہ بھی احمدی تھا۔ پس ہے عورتوں کو یہ خوشی کا موقع دینا چاہا کہ وہ اپنے چندہ سے ایسی جگہ مسجد بنائیں جس کا اثر سب سے زیادہ انڈونیشیا پر پڑے گا ڈچ لوگوں میں جتنی بھی احمدیت پھیلے گی

انڈونیشیا پر اس کا ردعمل

ضرور پیدا ہو گا مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اہمیت کو عورتوں نے سمجھا نہیں۔ تیس ہزار روپیہ تو صرف زمین پر خرچ ہو چکا ہے اور اسی ہزار روپیہ کا عمارت کے لئے اندازہ ہے اور ایسی جگہ جہاں بڑے بڑے امراء پائے جاتے ہیں اور جہاں ہمارے ملک کے مقابلہ میں نہایت گراں مزدوریاں ہیں عمارت پر اسی ہزار روپیہ کا خرچ کوئی بڑا خرچ نہیں۔ کراچی میں ابھی حال ہی میں وہاں کی جماعت نے مسجد بنائی ہے جس پر ان کا ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور ہالینڈ کا دارالخلافہ ہیگ تو

کراچی سے بہت گراں ہے اور پھر یورپ میں مزدوریاں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ پس وہاں کے اسی ہزار کے معنے درحقیقت چالیس ہزار کے ہیں یہ تھے

آج سے اٹھائیس سال پہلے

برلن کی مسجد کے لئے عورتوں میں تحریک کی تھی اس وقت احمدی عورتیں موجودہ تعداد سے اس حصہ کم تھیں۔ اب تو ۲۸ سال میں ہم بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور ہماری حیثیتیں بھی بہت بڑھ گئی ہیں میں سمجھتا ہوں آجکل وہ بڑے شہروں مثلاً کراچی اور لاہور وغیرہ ملا کر ہماری جتنی آمدن ہے اتنی آمد پہلے ساری جماعت کی نہیں تھی۔ مگر اس وقت عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور میرے اعلان پر ایک ہفتہ کے اندر اندر انہوں نے اسی ہزار روپیہ جمع کر دیا مگر بعد میں جرمنی حکومت نے چونکہ ایسی پابندیاں لگا دیں جن کے ماتحت چھ سات [illegible] کے اندر مسجد کی تعمیر مکمل ہو جانی چاہئے تھی اور ہماری ان پابندیوں کے مطابق مسجد بنانا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے ہم نے وہ روپیہ لندن کی مسجد میں لگا دیا اور وہ عورتوں کے روپیہ [illegible] سے وہ مسجد بن گئی۔ بہرحال [illegible] عورتوں کی تعداد اب دس گنے زیادہ ہے اگر وہ مسجد کی بناء کی اہمیت محسوس کرتیں اور وہی اخلاص کا نمونہ دکھاتیں جو انہوں نے برلن کی مسجد کے متعلق دکھایا تھا تو اب تک ستر اسی ہزار روپیہ جمع ہو جانا چاہئے تھا مگر ہوا تیس ہزار ہے اب گورنمنٹ کی طرف سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ جلدی مسجد بنائی جائے [illegible] ان شرطوں کے مطابق ہمیں اس مسجد کے بنانے کی اجازت ملی ہے ان کے لحاظ سے بھی ہمیں جلد سے جلد یہ مسجد بنا لینی چاہئے پس میں احمدی خواتین کو ایک بار پھر تحریک کرتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اس مسجد کے لئے روپیہ جمع کریں زمین خرید لی گئی ہے اور اگر [illegible] اندر [illegible] عمارت شروع نہیں کریں گے تو معاہدہ کے مطابق زمین ضبط ہو جائے گی۔ لجنہ اماء اللہ کو چاہئے کہ وہ مختلف [illegible] کی تعداد کے لحاظ سے چندہ معین کر کے تقسیم کر دے اور ان کا فرض قرار دے کہ وہ اس چندہ کو جلد سے جلد جمع کر کے مرکز میں ارسال کریں مردوں پر

امریکہ کی مسجد کا خرچ

ڈالا گیا ہے جس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور ابھی عمارت کی مرمت اور درستی پر روپیہ بھی خرچ ہو گا اور واشنگٹن میں مسجد ہالینڈ کے سوا [illegible] اگرچہ پیچھے ہو [illegible] ہمارے [illegible] ایک یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ مردوں کو [illegible] چندہ [illegible] سے چندہ سے [illegible] اگر قربانی کریں تو ایک ایک [illegible] اتنا روپیہ جمع کر سکتے تھے مگر ان کا چندہ صرف چھبیس ہزار ہوا ہے

میں تمہارے لئے یہ امر مزید خوشی کا موجب ہے کہ باوجود اس کے کہ تمہاری آمدنیں مردوں سے بہت کم ہوتی ہیں پھر بھی تم ان سے پہلے چندہ ادا کرتی ہو۔ ابھی گذشتہ دنوں یہاں

خدام کا اجتماع ہوا

تو ان میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا کہ عورتوں کی اس میں کیا خوبی ہے آخر وہ ہم سے لے کر ہی دیتی ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا کہ لے تو لیتی ہیں۔ آخر میں میں اس طرف بھی آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ لجنہ کے دفتر کی بنیاد یہاں قائم کر دی گئی ہے بہت سی عورتوں نے وہ جگہ دیکھی ہوگی۔ اس میں ۱۲ کمرے ہوں گے ایک بڑا ہال ہوگا۔ ایک لمبی بلڈنگ لائبریری کے لئے بنائی جائے گی۔ تاکہ عورتوں میں مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ کمروں میں میزیں بچھے ہوئے ہوں گے کرسیاں بچھی ہوئی ہوں گی اور مطالعہ کا شوق رکھنے والی عورتیں

مختلف علوم وفنون

کی کتابیں وہاں بیٹھ کر مطالعہ کریں گی اور جو نوٹ لکھنا چاہیں گی وہ نوٹ لکھیں گی اسی طرح ہال میں مختلف مضامین پر لیکچر بھی ہوا کریں گے اور عام مطالعہ کرنے والی مستورات وہاں بیٹھ کر مطالعہ بھی کریں گی اس کے ساتھ لجنہ کے دفاتر بھی ہوں گے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ایسی عمارتیں بھی بنائی جائیں گی جن میں آنے والی مستورات کو ٹھہرایا جا سکے۔ اب بھی اس کا احاطہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں کئی ہزار عورت آ سکتی ہے۔ لیکن پھر

یہ فخر بھی صرف تم کو ہی حاصل ہے

کہ تمہارا ۲۸ ہزار روپیہ اس غرض کے لئے پہلے سے جمع ہے۔ صرف ۲۴-۲۵ ہزار روپیہ اور ہو تو کام ہو جاتا ہے۔ یہ کام بھی آپ لوگوں نے کرنا ہے یہ عمارت اب جلدی بننے والی ہے اور چونکہ اس میں لائبریری بھی ہوگی اور لجنہ کا دفتر بھی۔ اس لئے اس عمارت کے مکمل ہونے پر عورتیں اس میں اطمینان سے اپنے اجلاس بھی کر سکیں گی۔ اور ان کی رہائش کا بھی اس میں انتظام ہوگا۔ یہ کام بھی ہے جس کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے گو لجنہ یہ کام کرے گی مگر میں نے بھی توجہ دلا دی ہے کیونکہ یہ کام ایسا ہے جو عورتوں کے اعزاز کو قائم کرنے اور ان کی پوزیشن کو نمایاں کرنے والا ہے اور مستورات کا اس طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے

میرا ارادہ تو صرف چند منٹ بولنے کا تھا مگر تقریر ایک گھنٹہ ہو گئی ہے اب میں مختصر دعا کے بعد یہاں سے جاؤں گا اور دعا کے بعد مردوں میں تقریر کروں گا جو یہاں بھی سنی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو موجودہ دور کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ

ایسا اخلاص اور فدائیت

آپ میں پیدا کرے جو صحابیات کے اندر پائی جاتی تھی تاکہ اس زمانہ میں احمدیت کی اشاعت کا جو فریضہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عائد کیا گیا ہے اس میں آپ کا حصہ مردوں سے کم نہ ہو۔

(الفضل ۱۲/۷ ۱۹)

دعا کی عظمت واہمیت

میری زندگی کا ایک اہم واقعہ

از محترم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

اللّٰهم احرسنا بعینک التی لا تنام واکنفنا برکنک الذی لا یرام۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور دعا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ اے اللہ اپنی اس آنکھ سے ہماری نگہبانی فرما جو سوتی نہیں۔ اور اس سہارے کے ساتھ ہمیں اپنے پہلو بہ پہلو رکھ جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی وہ سہارا اتنا بلند و بالا اور مضبوط ہے کہ اسے توڑنے کا انسان کو خیال تک نہیں آ سکتا۔

واقعات سے اس دعا کی عظمت کا علم ہوتا ہے۔ اگر مومن پورے یقین کے ساتھ اس دعا پر مداومت کرے تو اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہوا۔ اور اسلامی تاریخ نے واقعات کی صورت میں وہ الٰہی سلوک محفوظ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا زندہ اور جاوید نشان ہے۔ اگر کوئی مسلمان سچی نیت سے اس کا تجربہ کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے۔ ذیل کا ایک واقعہ اپنی زندگی کا پیش کرتا ہوں۔

پہلی جنگ عظیم میں ٹرکش آرمی یعنی ترکی فوجی رسالہ میں مجھے چند ماہ خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ اس خدمت کی وجہ سے میرے لئے تعلیم کے راستے کھل گئے۔ ہم ۱۹۱۶ء میں ایران کی سرحد پر دشمن کے مقابل پر تھے۔ کمانڈنگ آفیسر حسین رؤف پاشا تھے۔ جو حکم ملتا خطرہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بجا لاتا۔ اسی اثناء میں میجر محی الدین بے اور میرے درمیان بعض امور میں اختلاف ہوگیا۔ جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ وہ بیمار ہو گئے اور ایک لڑائی میں بعض ترک زخمی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا۔ اور مجھے حکم ملا کہ ان زخمیوں کو میجر محی الدین سمیت بغداد پہنچایا جائے۔ چنانچہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا میجر صاحب نے بعض غلطیاں کی تھیں اور انہیں یہ خوف تھا کہ میں کہیں ان کی رپورٹ نہ کر دوں۔ اور یوں مجھ سے وہ ناراض تھے کہ میں ان کی پرواہ نہیں کرتا اس اندیشہ کے نتائج سے مخلصی پانے کے لئے انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ مجھے راستہ میں ختم کروا دیا جائے۔ چنانچہ ایک جگہ راستے میں رات کے لئے ہم نے قیام کیا۔ میں نے حسب عادت باہر کھیتوں میں جا کر عشاء کی نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ کس طرح کی نماز تھی اتنا یاد ہے کہ میں نے دیر تک سربسجود ہو کر محبت کے جذبات سے اللہ تعالیٰ کے حضور نماز ادا کی۔ ہمارا قیام ایک چوبارہ پر تھا۔ رات بہت تاریک تھی جب میں نے سیڑھی پر ایک قدم رکھا تو کونے سے پستول چلنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی یہ الفاظ سنائی دیئے "آنم اولدم" یعنی ہائے اماں میں مر گیا۔ میں نے آواز پہچانی جو ہمارے شترہ چپڑاسی اناطولی کی آواز تھی۔ بالاخانہ سے محی الدین نے آواز دی کہ کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں لیمپ لاؤ۔ چنانچہ وہ سرکین لے کر آئے۔ تو دیکھا محمد اناطولی خون سے لت پت زمین پر پڑا تھا۔ جب میں اسے اٹھانے لگا تو اس نے میرے پاؤں پر بوسہ دیا۔ اور کہا کہ سید خدا کے لئے مجھے معاف کریں۔ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ اس میں خود گرتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ مگر خون زیادہ بہنے کی وجہ سے وہ رات کو ہی ختم ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں پستول میرا ہی تھا۔ جو میں نے اسے صاف کرنے کے لئے دیا تھا۔ اور جب میں نے اس سے واپس مانگا تو اس نے کہا کہ وہ تو فلاں جگہ پر میں بھول آیا ہوں۔ اب میں نے اپنا پستول اس سے لے لیا۔

بات یہ ہوئی کہ اس نے نشانہ تو مجھ پر کیا تھا اور میجر کے حکم سے کیا تھا۔ اندھیرے میں اس نے مجھ پر گولی چلائی لیکن وہ گولی دیوار کے پتھر پر لگی اور واپس ہو کر اس کے بازو کو توڑتی ہوئی سینہ میں گئی۔ اور رات بھر خون بہتا رہا جس کی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ خیر ہم بغداد پہنچے۔ مجھے اس وقت تک تفصیلات کا علم نہیں تھا۔ اور مندرجہ ذیل تفصیلات کا علم اس وقت ہوا جب قادیان میں جنگ عظیم ثانی سے چند روز پہلے دو افسر آئے ایک ان میں سے ترک تھا اور دوسرا شامی عرب۔ ترک افسر محکمہ پولیس کا ایک افسر تھا اور شامی ڈاکٹر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت کی اور مجھے بھی اس دعوت میں مدعو فرمایا۔ شامی ڈاکٹر نے مجھ سے کچھ عربی میں گفتگو کی اور میرا نام پوچھا۔ میں نے اپنا نام بتایا زین العابدین۔ سن کر مجھ سے پوچھا کہ تاثیر زبیانی کو آپ جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ صلاح الدین ایوبیہ کالج بیت المقدس میں میرے عزیز ترین شاگردوں میں سے تھے اور ان کے والد میرے دوست تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں ان کے چچا کا لڑکا ہوں۔ وہ میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ میجر محی الدین نے آپ پر حملہ کروایا تھا اور فوجی اردلی مر گیا تھا۔ محی الدین کا کیا انجام ہوا۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں اس ڈاکٹر نے بتایا کہ فوجی اردلی کے مرنے پر احمد جمال پاشا ترکی افواج کے چیف کمانڈر نے تحقیق کا حکم دیا اور اس پر یہ ثابت ہوا کہ محی الدین نے میرے مروانے کے لئے محمد اناطولی کو حکم دیا۔ اور وہ میری گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن جو گولی اس نے مجھ پر چلائی اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اسی کی طرف پھیر دی۔ جس سے وہ ہلاک ہوا۔ اور محی الدین کے خلاف فیصلہ ہوا کہ اسے گولی سے اڑا دیا جائے۔ جب محی الدین بے کو تنفیذ کے لئے باہر لے جانے لگے۔ تو اس نے اپنے پہرہ داروں سے کہا کہ مجھے اپنی وردی اتارنے کی اجازت دی جائے۔ اسے اس کی اجازت دی گئی۔ اور گھر میں جا کر اس نے اپنا پستول سر میں رکھ کر خودکشی کر لی۔

یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ایک نمونہ ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے محمد اناطولی کو اس پستول سے ہلاک کیا جس سے وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اور محی الدین کو اس کے اپنے پستول سے ہلاک کر دیا۔ جس نے میری ہلاکت کا منصوبہ باندھا تھا۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل صفات باری تعالیٰ کی نسبت وہ یقینی علم حاصل کیا ہے جو اس سے پہلے قصہ کہانی کا رنگ رکھتا تھا فللہ الحمد علیٰ ذالک

اس ضمن میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جنگ عظیم کے محاذ سے فراغت پانے کے بعد میں بیت المقدس

آیا اور Grand new Hotel میں جو شاندار اب بھی
موجود ہے، بیت المقدس سے نقیبوں میں
سے شیخ ابراہیم انصاری مجھ سے ملنے
کے لئے آئے۔ اور وہاں کے مجاوروں
یا نقیبوں نے جو بے بنیاد لغو باتیں لوگوں کو
فریب دینے اور ان سے مال لینے کے
لئے مصنوعی بنائی ہوئی تھیں ان کی اصلاح
کے تعلق میں مجھ سے باتیں کرنے لگے اور
خرافات سے بھرا ہوا ایک رسالہ مجھے دیا۔
اور کہا کہ یہ ان کا کام ہے ہم یہ باتیں کر ہی رہے
تھے کہ جمال پاشا سبز صیود پر چڑھتے ہوئے
مجھے نظر آئے اور معلوم ہوا کہ وہ اسی رات
معہ دوسرے افسروں کے اس ہوٹل میں مرحلو
تھے۔ انہیں دیکھ کر میں اچانک اٹھا اور
وہ جلدی آ کر بڑے بڑے سید زین العابدین
خوش آمدید اور مجھ سے پوچھا کہ کوئی خدمت
میں نے بے تکلفی سے کہا کہ ڈائریکٹر ایجوکیشن
مجھے امتحان سے محروم کر رہے ہیں۔
اور ان کا مطالبہ ہے کہ میں تمام کورسز
میں نصاب کے مطابق امتحان دوں میں
ترکی کا امتحان بھی ہے لیکن ترکی
کا امتحان میرے لئے مشکل ہے۔ انہوں
نے ڈائریکٹر کو بلایا وہ بھی اس دعوت میں
مدعو تھے۔ جمال پاشا نے انہیں حکم دیا کہ
خوبی خدمات کے صلے میں مجھے مستثنے کیا
جائے۔ چنانچہ اسی سنہ میرا امتحان ہوا
جو بجائے خود میرے لئے خوشکن تھا۔ اور
صلاح الدین ایوبیہ کالج میں نحو صرف و تفسیر
تاریخ ادیان متعین ہو گیا۔ اور یہ تعیناتی
میرے لئے بڑی مبارک ثابت ہوئی کہ زبان
عربی سیکھنے کا مجھے بہترین موقعہ مل گیا۔
اور پروفیسر الحاج سوید دمشقی جو شفقہ میں
اساتذہ کالج میں اس کے استاد تھے ان
سے فقہ پڑھنے کا موقعہ ملا وہ میرے دوست
تھے اور ابوالقاسم مغربی مشہور ادیب
مرحوم سے عربی لٹریچر پڑھا اور اس
طرح اس قابل ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کی بعض کتابوں کا عربی زبان میں
ترجمہ کر سکا۔ ان تمام واقعات میں اللہ تعالیٰ
کی رحمت پردہ در پردہ بہت بڑے
مقصد کے لئے کارفرما ہوئی اور یہی اس
کی سنت ربانی ہے کہ جو شر اس کے بندوں
کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے وہ اسے اسباب
رحمت میں تبدیل کرتا جاتا ہے۔
ترک افسروں نے مجھے بتایا کہ محمد اناطولی
کے قتل کی تحقیق کے دوران میرا اور میجر
محی الدین کا ریکارڈ بھی پیش ہوا جس کے نتیجہ میں
میجر کو گولی سے اڑا دینے کا حکم ہوا۔ اور
میری عزت افزائی ہوئی۔ جب مجھے تعلیم کی
غرض سے مصر بھیجنے کا سوال پیدا ہوا تو اس میں
خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ سب سے پہلے محرک تھے
انہوں نے ہی مجھے ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ کالج بھیجنے
کی تحریک فرمایا۔ نور الدین کی شاگردی اختیار
کر لی جس راستے پر نور الدین چلے تھے وہ آپ کے

سے کامیابی کا راستہ ہے اور دوسرے محرک
خلیفہ ثانی ... نے مجھے ساتھ
مجھے ... کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر نازک موقعہ
پر انہیں کی تائید ... رکھا۔ نا طریقہ علی ... الگ

ماریشس میں تبلیغ اسلام کی کامیاب خدمات

(بقیہ از صفحہ ۲)

ملتا رہتا ہے جس سے کما حقہ مستفید ہونے
کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

۲۔ اشاعت لٹریچر

لیکچرز کے اثر کو مستقل بنانے کیلئے
لٹریچر سے کام لیا جاتا ہے تا کہ حق کے متلاشی
اپنی پیاس بجھانے کے لئے مزید اسلامی
لٹریچر کا مطالعہ کر سکیں۔ نیز لٹریچر ان لوگوں
تک بھی رسائی حاصل کر سکتا ہے جو مختلف
قسم کی مشکلات کی وجہ سے نہ تو لیکچرز سن سکتے
ہیں اور نہ ہی خود ہمارے پاس آ کر مشاورت
حاصل کر سکتے ہیں۔

(الف) چنانچہ اس مختصر سے عرصہ میں تیس
ہزار کے قریب مختلف مضامین پر اشتہار
طبع کرائے گئے جن میں اسلام اور تسلیم
احتیاز "اسلام اور عیسائیت" بہت مقبول
ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کی مانگ افریقہ
کے قریب بسنے والے علاقوں سے بھی آتی
رہی ہے۔

(ب) وکالت تبشیر کے زیر اہتمام کتاب
"اسلام ترقی کی شاہراہ پر" کا فرنچ ترجمہ تین
ہزار کی تعداد میں طبع کروایا گیا۔ اس کے علاوہ
مرکزی مطبوعات فرنچ۔ انگریزی اور
اردو کی کافی تعداد میں آئیں۔ انکے علاوہ
خود بھی انجمن ترقی اسلام سکندر آباد جنوبی
مشرقی اور مغربی افریقہ کے مشنوں کی
مطبوعات منگوائی گئیں۔ قادیان سے
اردو انگریزی کے علاوہ ہندی کی کتب منگوا
کر بیان کے عوام میں خدام کے ذریعہ سے
پھیلائی گئی ہیں۔ ملک کی اہم دس لائبریریوں
میں اسلامی لٹریچر کے سیٹ رکھوائے
گئے ہیں۔ مختلف مواقع پر اور جلسوں میں
بھی بعض کتابچے کافی تعداد میں مفت تقسیم
کئے گئے۔ مختلف اخباروں میں ان
کتب کی تشہیر کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ
آج جس کو بھی اسلامی مستند لٹریچر کی ضرورت
ہوتی ہے وہ احمدیہ مشن کو ہی رجوع
کرتا ہے۔

(ج) مگر اس سلسلہ میں سب سے اہم کام اخبار
کرتا ہے۔ اسلئے مئی ۱۹۶۱ء سے
Le message نامی اخبار شروع
کیا گیا۔ جس نے ایک ہی سال میں خوب کام
کیا کہ اس کا پہلا سالانہ نمبر شاندار
رنگ میں شائع کرنے کا انتظام کرنا پڑا۔ یعنی
۲۰ صفحات کا بہترین رسالہ آرٹ پیپر پر
باتصویر نکالا گیا جس میں مسلم اور غیر مسلم
حضرات کے پیغامات اور اسلامی خوبیوں
پر اہم مضامین تھے۔ دنیا بھر میں جماعت
احمدیہ کی اسلامی خدمات کو حقیقی تصاویر
کے ذریعہ سے پیش کیا گیا۔ ایک موقر جریدہ
نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ

"جو اسلام اور اسلامی تاریخ
کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اسکے
لئے یہ رسالہ نہایت ہی ضروری
ہے"

اس ایک رسالہ کی طباعت پر تین ہزار
روپیہ خرچ ہو گیا۔ مگر احمدیہ جماعت کے
ذریعہ سے اسلام کے لئے ایک آنے
والے انقلاب کی پیش خبری دی گئی
جس کا اعتراف ایک آریہ سماجی اخبار
نے بھی کیا۔ ایک عیسائی لیڈر نے لکھا کہ

"یہ رسالہ جس طرح مذہبی اقدار
کو مادی دنیا کے مقابلہ پر پیش
کرتا ہے وہ قابل تعریف ہے"

۳۔ فضل عمر کالج

لیکچرز اور لٹریچر کے ذریعہ سے کی
گئی تبلیغ اسلام پر عملی نمونہ کو پیش
کرنا سونے پر سہاگے کا کام کرتا ہے۔
چنانچہ اس مقصد میں انتہائی کامیابی حاصل
کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کی ضرورت
سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ
نے محض اپنے فضل و کرم سے ماریشس
کی چھوٹی سی جماعت احمدیہ کو اس سال یہ
توفیق بھی دے دی اور فضل عمر کالج
(اسکنڈری تعلیم) کا اجراء عمل میں
آیا۔ جس میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ
ساتھ مذہبی تعلیم کا پورا انتظام ہے
اور اس پر عمل بھی کروایا جاتا ہے۔ اس
لحاظ سے ماریشس میں اولیت اسی
کالج کو حاصل ہے۔ مثلاً کالج کے
اوقات میں باقاعدہ نماز ظہر و عصر
باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ نمازوں
کے اوقات میں غیر مسلم طلبہ مصروف
مطالعہ رہتے ہیں۔

۴۔ دار السلام کی تعمیر

بالآخر ایک اور واقعہ کا ذکر کر کے
رخصت چاہتا ہوں۔ یہ واقعہ احمدیہ
مسجد کو از سر نو "دار السلام" روز ہل
کی شکل میں سرے سے تعمیر کا تھا۔ یہ
مرکزی مسجد ۱۹۲۳ء میں صوفی غلام محمد
صاحب کے زمانہ میں لکڑی اور ٹین
سے بنائی گئی تھی۔ ۲۵ر اگست ۱۹۶۱ء
کو جلسہ سیرت النبیؐ کے بعد ہم نے
اس مسجد کے عقب میں نئی وسیع بلڈنگ
کے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی
اس بلڈنگ پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کا
اندازہ تھا۔ مگر ہماری جیب میں صرف
۴۰٪ روپیہ تھا۔ مگر توکل علی اللہ
کرتے ہوئے ہم نے پرانی مسجد کی
تعمیر کو نئے نقشہ کے مطابق شروع
کر دیا۔ اور احباب جماعت (خدام۔
انصار۔ اطفال) نے وقار عمل کے طور پر
کام کرنا شروع کر دیا۔ صوف تھی
تو کھانے کے ذریعہ سے عورتوں کی کمک
من و سلویٰ بن کر پہنچ جاتی۔ پس پھر کیا تھا
مہینوں کا کام دنوں میں ہونا شروع
ہو گیا۔ بعض مخیر دوستوں نے سامان
تعمیر کی نسبت ابھی شروع کر دی۔ عورتوں
نے زیور تک بھجوا دیئے۔ بعض
ہندو اور عیسائی دوست خود اپنے
عطیہ جات لے کر آئے۔ اور کام
میں بھی شمولیت کی۔

۹ر دسمبر ۱۹۶۱ء کو دن اور رات
ایک کر کے چھ کمروں اور ایک بڑے
ہال پر ۶۲ × ۶۲ کا چھت کنکریٹ کا
مکمل کیا گیا۔ اور طوفانوں کی مخالفت
کے باوجود ہم نے ۱۴ اور ۱۵ر اپریل
۱۹۶۲ء کو دو دن اور ایک رات لگا
کر دوسری منزل کے چھت پر کنکریٹ
ڈالا۔ کام کرنے والے۔ دیکھنے والے
اور سننے والے سبھی حیران و ششدر
ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اکثر تو یہی کہتے
ہیں کہ یہ اعجوبہ روزگار ہے۔ ہم کہتے
ہیں کہ یہ نصرت الٰہی کی جیتی جاگتی تصویر
ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے
اس زمانہ کے موعود سے فرمایا۔

ینصرک رجال نوحی
الیھم من السماء۔

آج ہر ماریشس احمدی کی اس بہترین
عملی اسلامی نمونہ کی تعریف میں رطب
اللسان ہے اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے ہمیں پھر ایک بار ابراہیمی اور
اسمٰعیلی نمونہ کے مطابق "دار السلام"
کی تعمیر کے سلسلہ کو زندہ کرنے کا
موقعہ ملا۔ اور اپنے پیارے آقا
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم
کی طرح مسجد کو اپنے ہاتھوں سے
بنانے کی سعادت ہمارے حصہ
میں آئی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ولادت۔ مورخہ ۲۴ ... کو خاکسار کے ہاں
لڑکی تولد ہوئی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
سلمہ اللہ نے از راہ کرم عزیزہ کا نام مریم صدیقہ تجویز فرمایا
احباب کرام زچہ بچہ کی صحت کیلئے اور بچی کے نیک
صالحہ ہونے کیلئے دعا فرمائیں۔
(خاکسار منظور احمد چیمہ درویش)

سرگودہا (پاکستان) میں مسجد احمدیہ کی تعمیر رکوا دینے کا مسئلہ

سرگودہا میں مقامی جماعت احمدیہ کی ایک پرانی مسجد عرصہ سے موجود تھی۔ مگر ملکی تقسیم کے نتیجہ میں آبادی کے غیر معمولی طور پر بڑھ جانے کی وجہ سے یہ مسجد سرگودہا کی احمدی آبادی کیلئے بالکل ناکافی ہو گئی۔ اور یہ تکلیف کافی عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ اسی وجہ سے سرگودھا کے احمدیوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سرگودہا اور کمشنر صاحب سرگودہا کی خدمت میں اپنی جائز ضروریات پیش کر کے درخواست کی کہ انہیں سرگودہا میں ایک نئی مسجد تعمیر کرنے کے لئے ایک پلاٹ عطا فرمایا جائے جس کی وہ واجبی قیمت ادا کر دیں گے تاکہ وہ اس میں اپنی موجودہ ضروریات کے مطابق دوسری مسجد تعمیر کرا سکیں۔ ان ہر دو افسران نے اس درخواست کو معقول قرار دیتے ہوئے جماعت کی یہ درخواست منظور فرمالی اور مناسب قیمت پر ایک قطعہ اراضی جماعت احمدیہ سرگودہا کے پاس مسجد کی تعمیر کی غرض سے فروخت کر دیا اور جماعت کی طرف سے مقررہ قیمت ادا کر دی گئی اور باقاعدہ رجسٹری ہو گئی چنانچہ جماعت احمدیہ سرگودہا نے میونسپل کمیٹی میں مسجد کا نقشہ بغرض منظوری داخل کرا دیا تھا اور چاردیواری اور محراب کی منظوری ہو چکی ہے اور پلاٹ کی چاردیواری مکمل کرا دی گئی ہے اور اڑھائی مہینہ سے اس مسجد والی چاردیواری میں باقاعدہ پنجگانہ نمازیں ادا کی جا رہی ہیں۔

لیکن افسوس کہ جب غیر از جماعت عناصر میں سے بعض متعصب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے بعض بالائی افسروں تک بے جا شکائتیں پہنچا کر شور مچانا شروع کر دیا کہ احمدیوں کو اس جگہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کی ملک میں پہلے سے سینکڑوں مسجدیں موجود ہیں اور خود سرگودھا میں جماعت کی ایک چھوٹی سی پرانی مسجد موجود ہے۔ جو اب بدلے ہوئے حالات میں بالکل ناکافی ہے۔ تو جماعت کا ایک اور مقام پر باقاعدہ زمین خرید کر کے مسجد تعمیر کرنا قابل اعتراض قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے اپنی ایک چٹھی کے ذریعہ اس مسجد کی تعمیر روک دی۔ چنانچہ مخالف اخبارات اور شرپسند عوام نے اس پر خاص مسرت اور خوشی کا اظہار کیا۔ حالانکہ مسجد خدائے واحد کی عبادت کے لئے خدا کا گھر ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کی رو سے مسجد سے خدا کی عبادت کرنے والوں کو روکنا بڑے ظلم کا طریق ہے۔ بہرحال جو کچھ ہوا سو ہوا اس کے بعد کے واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اخبار نوائے وقت لاہور میں شائع شدہ ایک خبر مظہر ہے کہ سرگودھا کی مقامی جماعت کے صدر جناب مرزا عبدالحق صاحب کی طرف سے ہائیکورٹ لاہور میں رٹ درخواست دائر کی گئی جس پر ہائیکورٹ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ زیر تعمیر مسجد کی تعمیر عبوری عرصہ کے لئے نہ روکی جائے۔ مکمل خبر حسب ذیل ہے:۔

"لاہور۔ عدالت عالیہ کے مسٹر جسٹس بشیر الدین احمد نے حکم دیا ہے کہ سرگودھا کی نیوسول لائینز کے علاقہ میں انجمن احمدیہ کی زیر تعمیر مسجد کی تعمیر عبوری عرصہ کے لئے نہ روکی جائے۔ اور اس سلسلہ میں حکومت مغربی پاکستان اور ڈپٹی کمشنر سرگودھا کے نام نوٹس جاری کرنے کا حکم دیا ہے

فاضل جج نے یہ حکم انجمن احمدیہ سرگودہا کے صدر مرزا عبدالحق کی طرف سے دائر کردہ رٹ درخواست پر جاری کیا ہے۔ جو نئے آئین کے آرٹیکل ۹۸ (۲) کے تحت عدالت عالیہ میں پیش کی گئی تھی۔ رٹ درخواست میں کہا گیا ہے کہ کافی عرصہ پیشتر انجمن احمدیہ نے ضلعی حکام سے مسجد کی تعمیر کے لئے سرکاری اراضی خریدنے کی درخواست کی تھی۔ چنانچہ طویل خط و کتابت کے بعد کمشنر سرگودھا ڈویژن نے ذاتی معاہدہ کے تحت انجمن کے ہاتھ چار کنال رقبہ اراضی کی فروخت کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک بیعنامہ سب رجسٹرار سرگودھا کے پاس رجسٹرڈ کرایا گیا۔ محکمہ مال کے حکام نے اس کی توثیق بھی کر دی۔ اور ایک شخص محمد بشیر کو جو مذکورہ اراضی کا پٹے دار تھا آٹھ سو روپیہ بطور معاوضہ دے کر باقاعدہ قبضہ بھی حاصل کر لیا گیا۔ اراضی پر قبضہ کے بعد گذشتہ دو ماہ سے نماز کی ادائیگی اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ پکی چاردیواری تعمیر کی گئی۔ اور چبوترہ اور محراب بنایا گیا۔

درخواست دہندہ کے بیان کے مطابق انہیں اچانک ۲۲ جولائی کو ڈپٹی کمشنر سرگودھا کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ صوبائی حکومت نے بیعنامہ منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے اراضی کا قبضہ چھوڑ دیا جائے۔

درخواست دہندہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر سرگودھا کا حکم خلاف قانون بلا اختیار غلط کالعدم اور آئین کی خلاف ورزی ہے کیونکہ ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو سرکاری اراضی کے قانون مجریہ ۱۹۱۲ کے تحت اراضی فروخت کرنے اور درخواست دہندہ کو مالکانہ حقوق تفویض کرنے کے بعد منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ حکومت کو صرف اس صورت میں زمین پر دوبارہ قبضہ کرنے کا حق حاصل ہے جبکہ فروخت کی تکمیل کے بعد اس میں کوئی کان نکل آئے یا معدنیات برآمد ہوں یا بیعنامہ کی واضح شرائط کی خلاف ورزی ہو۔ اس لئے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کا حکم آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے جس کے تحت ہر شہری کو کوئی رقبہ اراضی حاصل کرنے اپنے قبضہ میں رکھنے اور اپنے عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ضمانت دی گئی ہے۔ درخواست دہندہ نے الزام لگایا ہے کہ یہ اقدام سیاسی دباؤ کے تحت کیا گیا ہے۔ اس نے عدالت عالیہ سے درخواست کی ہے کہ وہ انہیں اپنے اقدام کو عملی جامہ پہنانے اور مسجد کو نقصان پہنچانے اور اس کی مزید تعمیر اور تکمیل اور نماز کی ادائیگی میں مخل ہونے سے باز رہنے کا حکم دیں۔"

فاضل جج نے اپنے حکم میں ڈپٹی کمشنر سرگودھا سے رپورٹ طلب کرنے کی ہدایت جاری کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ عدالت عالیہ کے روبرو پیش کی گئی تصویروں سے مترشح ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر جزوی طور پر ہو چکی ہے۔ اسلئے میرے خیال میں یہ عارضی حکم امتناعی کے اجراء کے لئے معقول وجہ موجود ہے۔ درخواست دہندہ کی طرف سے سابق جسٹس شیخ محمد شفیع نے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ (نوائے وقت لاہور ۲۸ جولائی ۱۹۶۲ء)

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور مسلمانوں کو ہدایت دے کہ وہ خانۂ خدا کی تعمیر میں

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

یہ تقرر مورخہ ۶۵/۴/۳۰ تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

گورسائی۔ ڈاکخانہ خاص ضلع پونچھ کشمیر۔ بھارت

صدر۔ سیکرٹری مال۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرمی مولوی احمد الدین صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ عبد المجید صاحب۔ سیکرٹری امور عامہ۔ میاں علاؤ الدین صاحب
" تحریک جدید۔ وقف جدید۔ [illegible] مکرم [illegible] صاحب
" ضیافت۔ مکرمی صلاح الدین صاحب۔

سلوا دپٹھانہ تیر۔ ضلع پونچھ۔ کشمیر۔ بھارت

صدر۔ امام الصلوٰۃ۔ مکرمی مولوی عبد الحمید صاحب
سیکرٹری مال و ضیافت۔ مکرمی مولوی عبد البصیر صاحب
" تعلیم و تربیت۔ مکرمی محمد رفیق صاحب۔ سیکرٹری تبلیغ۔ مکرمی مولوی بشیر احمد صاحب۔

کنانور۔ کیرالہ

صدر و سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرمی این حامد صاحب ستیا ودلق آفس
نائب صدر و سیکرٹری مال۔ مکرمی الحاج وی۔ کے محمود صاحب
سیکرٹری تبلیغ۔ مکرمی این عبد الرحیم صاحب
" جائیداد۔ " کے وی۔ محمود صاحب۔
" ضیافت۔ " پی۔ اے مجید صاحب۔ آڈیٹر۔ مکرمی این ابراہیم صاحب
محاسب۔ " کے۔ سی صالح صاحب۔

جمشید پور۔ بہار

محاسب۔ مکرم ناصر احمد صاحب۔ جمشید پوری

تعزیتی مراسلات کا شکریہ

میرے لڑکے عزیز ڈاکٹر محمد احسان صاحب کی وفات پر کثرت سے احباب جماعت نے خطوط ارسال فرمائے ہیں اور اپنی طرف سے دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے میں ان سب دوستوں کا تہ دل سے شکرگذار ہوں اور ان کے حق میں دعاگو ہوں جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ بوجہ ضعیف العمری میں اس قابل نہیں کہ دوستوں کو انفرادی طور پر اپنے خطوط کا جواب دے سکوں اسلئے بذریعہ اخبار تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتا ہوں خدا تعالیٰ مجھے صبر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار (حاجی) محمد دین تہالوی (صحابی) درویش قادیان

جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب کی قادیان میں آمد

(بقیہ صفحہ اول)

احمدیہ میں تشریف لاتے۔ مسجد مبارک کے چوک میں سلسلہ کے ناظران اور دیگر ذمہ دار عہدہ داران نے آپ کا استقبال کیا اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ استقبال کے بعد آپ نے احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات کی زیارت کی۔ مسجد اقصیٰ مسجد مبارک۔ نصرت گرلز سکول تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کی بلڈنگیں دیکھیں۔ بعدازاں مسجد مبارک میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ تقریر کرتے ہوئے آپ نے احمدیہ جماعت اور مرکز قادیان کے تاریخی حالات جماعت کی مخصوص تعلیمات اور بین الاقوامی وسعت کا ذکر فرمایا۔ اور خاص طور پر پیشوایان مذاہب کی تکریم حکومت وقت سے وفاداری اور قانون کا احترام وغیرہ کو بیان کیا۔ اور احمدیہ جماعت نے حکومت سے تعاون۔ مظلوموں کی امداد اور ریلیف ورک میں جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کا ذکر کیا

جناب کیروں صاحب نے استقبالیہ ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آج احمدیہ جماعت کے مقدس مقامات میں آکر بہت خوشی ہوئی ہے بالخصوص احمدیہ جماعت کی رواداری وسعت قلبی کو دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان خوبیوں والی جماعت کو دنیا میں پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور یہ جماعت احمدیہ کا حق تھا کہ یورپ و دیگر ترقی یافتہ ممالک اس کے لئے خندہ پیشانی سے دامن کو پھیلاتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہمارے ملک میں مذہب تنگ نظری اور تعصب کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ ایسے مذہب دنیا میں کسی طرح مفید نہیں ہو سکتے۔ اصل چیز انسانیت ہے۔ اور وہی مقدم ہے۔ میں یہی احمدیہ جماعت سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں تاکہ دنیا میں انسانیت اور رواداری کا بول بالا ہو۔

جناب سردار کیروں صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا:-

میرا یہ خیال ہے کہ احمدیہ جماعت نے اسلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس سے اسلام کی ترقی کی بنیادیں مضبوط ہو گئی ہیں۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت اور نورانی ہے۔ اور میں اس میں آکر بہت خوش ہوا ہوں۔ احمدیہ جماعت اگرچہ اقلیت میں ہے۔ لیکن اس کو تبلیغ اور پرچار کا پورا پورا حق ہے۔ اور اس میں کوئی روک نہیں ڈال سکتا۔ اگر کوئی مطالبہ یا شکایت جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی جائے گی۔ تو میں پوری ہمدردی اور انصاف سے اس کی طرف توجہ کروں گا۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل لٹریچر پیش کیا۔

(۱) قرآن کریم انگریزی
(۲) سیرت آنحضرت صلعم انگریزی
(۳) سیرت " " سندی
(۴) اسلامی اصول کی فلاسفی انگریزی
(۵) احمدیت یعنی حقیقی اسلام "

جناب کیروں صاحب نے لٹریچر لے کر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اور قرآن کریم کے اظہار کے لئے قرآن شریف کو سر کے اوپر رکھا۔ اس موقعہ پر معزز مہمانوں کی سوڈا واٹر سے تواضع کی گئی۔

جناب کیروں صاحب احمدیہ محلہ سے فارغ ہونے کے بعد طغلوالہ اور سٹھیالی کی طرف اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حسب پروگرام روانہ ہو گئے خدا تعالیٰ نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا محلہ احمدیہ میں آنا ہر طرح مبارک کرے۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ
قادیان

دعائے مغفرت

جماعت احمدیہ شیموگہ (میسور سٹیٹ) کے ایک مخلص احمدی دوست کریم خاں صاحب مورخہ ۲۹ ۶/۶۲ بروز جمعہ فوت ہو گئے ہیں۔ ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار
میر عبد الجلیل سیکرٹری مال
جماعت احمدیہ شیموگہ

رائچور میں عرس کے موقع پر تبلیغی سٹال کا قیام

امسال پھر جماعت احمدیہ رائچور نے عرس کے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مورخہ ۱۹ اور ۲۰ر جولائی سنہ ۱۹۶۲ء کو تبلیغی سٹال قائم کیا جس کے لئے یادگیر کی جماعت کا تعاون ضروری تھا۔ اس لئے ۱۸ر جولائی کو ایک تبلیغی وفد مشتمل بر پانچ افراد محترم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ۔ مکرم جناب رفعت اللہ صاحب غوری سیکرٹری تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ و عبد الرشید صاحب سیکرٹری ... ذکر احمد صاحب و منصور احمد صاحب رائچور کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۸ر جولائی کی رات کو سٹال کے کام کا آغاز ہوا۔ اور ۱۹ر کی صبح کو سٹال کو ترتیب دی گئی۔ اندرونی حصہ میں دو پردے جن پر "اسلام دنیا کے کناروں تک" اور چودہ مجددین کے اسماء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات درج تھے۔ دیگر اندرونی جانب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پردوں پر آویزاں تھے۔ لٹریچر کافی تعداد میں جمع کیا گیا تھا۔

دن کے ۳ بجے مولوی محمد یوسف صاحب زبیدی بھاگشو نے دعا کے ساتھ سٹال کا افتتاح کیا۔ بعدہٗ لٹریچر کی تقسیم اور سٹال پر آنے والے احباب کے ساتھ تبادلۂ خیالات کا پروگرام شروع ہوا۔ مکرم جناب مولوی عبد الکریم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ رائچور نے "حق کا اثر" کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا۔ جو پہلے ہی روز قریباً ایک ہزار کی تعداد میں تقسیم ہو گیا اس کے علاوہ "ختم نبوت" "الاسرار والمعراج" اور "انسان کامل" کتابوں کی فروخت کا سلسلہ جاری رہا۔ لوگ کثرت سے جوق در جوق آکر خریدتے رہے قیمت بہت ہلکی رکھی گئی تھی۔ رات دیر گئے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

۱۹ر جولائی سنہ ۶۲ء کو عرس کی رونق قدرے کم رہی۔ لوگ بھی نسبتاً کم تھے۔ ۲ بجے کے بعد پھر وہی سلسلہ شروع ہوا۔ یوں تو صبح ہی سے چند اشخاص آگئے تھے۔ جن سے بہت دیر تک وفات مسیح اور ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ SOUVENIR سوئنیر کو لوگ بڑے انہماک اور دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ اور SOUVENIR ہی تبلیغ کا مؤثر ذریعہ بن گیا تھا۔ بیرونی ممالک کے مشنوں کا نقشہ تھا۔ اور پھر SOUVENIR اس کا تصویری تصور پیش کر رہا تھا۔ اور لوگوں کو ایک حقیقت کا پتہ مل رہا تھا۔ من حیث المجموعی تبلیغی سٹال بہت ہی اچھا تبلیغی ذریعہ بن گیا۔ اور ہزاروں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔

قوی توقع ہے کہ بہت لوگوں کے لئے دعوت فکر پیدا ہو گئی۔ اور احمدیت کا صحیح تصور ان کے سامنے آگیا۔ اکثر نے اچھا اثر لیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب کو جلد احمدیت کے حسن کی طرف پھیر دے۔

اس تمام کارروائی کا سہرا جناب عبد الکریم صاحب سیکرٹری مال و مالک غفور ریسٹورنٹ پریس رائچور کے سر ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء جنہوں نے اس کے لئے کافی وقت دیا۔ خوب محنت کی اور طاقت کے مطابق خرچ بھی کیا۔ آخر میں ان مخیّر احباب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کی درخواست کرتا ہوں جنہوں نے اس کار خیر میں مالی امداد دی ہے۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

امتحان کتب سلسلہ

بتاریخ ۱۶ر ستمبر سنہ ۶۲ء

نظارت تعلیم و تربیت اپنے سابقہ طریق کے مطابق امسال بھی کتب سلسلہ کے امتحان کا انتظام کر رہی ہے یہ امتحان نظارت ہذا کی مقرر کردہ تاریخ مورخہ ۱۶ر ستمبر سنہ ۶۲ء کو لیا جائیگا۔ اس امتحان میں مندرجہ ذیل کتب بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ (۱) فتح اسلام مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) درمنثور مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ یہ دونوں کتابیں احمدیہ بکڈپو قادیان سے علی الترتیب بعوض مبلغ ۴ پیسے و ۱۲ آنے فی نسخہ حاصل کی جاسکتی ہیں ڈاک کے اخراجات خریدار کتب ہی کے ذمہ ہونگے احباب کرام امتحان میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس امتحان کی روحانی برکات سے فیضیاب ہوں۔

نوٹ:- جملہ پریذیڈنٹ صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ اس امتحان میں شامل ہونے والے احباب کے اسماء سے نظارت ہذا کو ماہ رمضان کے اختتام تک مطلع فرمائیں تاکہ نظارت ہذا احباب کے رول نمبر بھجوا سکے۔ ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان

شاہانِ اسلام کی رواداریاں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب ایم۔ اے۔ ج۔ جماعت مسلمہ بمبئی

(۵)

عالمگیر کے رقعات | سلاطین ہند میں بابر و جہانگیر کے بعد عالمگیر ہی ایک ایسا بادشاہ ہے جس کی خود نوشت تحریروں کا ایک بڑا مجموعہ مخطوطات یا مطبوعات کی صورت میں محفوظ ہے۔ اس عظیم حکمران کا چہرہ ہم اس آئینے میں دیکھ سکتے ہیں۔ عہد عالمگیر میں درباری مورخ کا منصب بند کر دیا گیا تھا۔ اس بادشاہ نے آزاد مورخ پیدا کرنے کی کوشش کی درباری مورخ جس طرح بادشاہ کے ہر قول و فعل کی تائید کرنے پر مجبور تھے۔ عالمگیر کی سیرت اس توصیف و ستائش سے پاک ہے ہمیں عالمگیر کے سمجھنے میں ان کے رقعات سے بڑی مدد ملتی ہے۔ ان کا ایک مجموعہ نظامی پریس کانپور اور نول کشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ بہت مشہور و متعارف ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مجھے بھی اپنی خاندانی لائبریری سے ملا ہے۔ یہ نسخہ سو سال پرانا ہے اس کے علاوہ شہنشاہ عالمگیر کے اور بہت سے رقعات ہیں۔ ایک مجموعہ دار المصنفین اعظم گڑھ سے بھی شائع ہوا ہے جو پروفیسر سید نجیب اشرف ندوی کا مرتب کردہ ہے تصانیف و ملفوظات سے زیادہ رقعات یا مکتوبات کے ذریعہ لکھنے والے کی سیرت کا علم ہوتا ہے۔ عالمگیر کے رقعات سے اُن کے نظام حکومت کے علاوہ ان کی سیرت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یہ ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے سامنے ہمیشہ خوف آخرت مجسم ہو کر کھڑا رہتا ہے۔ یہ ہر خط میں اپنے لڑکوں کو آخرت کے مواخذے سے ڈراتا ہے اپنے والد یعنی شاہجہاں کی پالیسی کا نڑ انداز ہے ہمیشہ ان کا نام نہایت عزت و احترام سے لیتا ہے۔ رقعات عالمگیری کا بارھواں رقعہ جو انہوں نے اپنے لڑکے شہزادہ معظم کے نام لکھا ہے اس میں انہوں نے پہلے شاہجہاں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

"خشکارہ کار بیکاراں است"

خشکارہ بیکاروں کا کام ہے اس کے بعد شاہجہاں کا ملاقات کے پچھلے پہر اور سری رات کے پہلے پہر تک کا نظام الاوقات لکھا ہے۔ اس کے رقعہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان امور سلطنت کے علاوہ دینی وظائف بھی کس پابندی سے ادا کرتا تھا۔ رات کے پچھلے پہر نماز تہجد سے اپنی معمولات کی ابتداء کرتا اور نماز مغرب تک امور مملکت میں مصروف رہتا۔ نماز مغرب ادا کر کے خلوت کدہ میں جاتا تھا۔ عالمگیر اپنے لڑکے کو لکھتا ہے کہ تم کو بھی اس دستور العمل پر چلنا چاہئیے۔

عالمگیر کے ان رقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رعایا کی جان و مال کی حفاظت صرف سیاسی نقطہ نظر سے نہیں کرتا بلکہ اس کو اپنا ایک دینی فریضہ سمجھتا ہے۔ اس کو جب کبھی رہزنوں اور ڈاکوؤں کی سرگرمی کی اطلاع ملتی تو وہ فوراً اپنے لڑکوں کو مواخذہ آخرت سے ڈراتا اور سرکوبی کی تاکید کرتا۔

والد کی اطاعت | عالمگیر کے وہ رقعات جو انہوں نے دکن سے اپنے والد شاہجہاں کو لکھے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دارا شکوہ اور درباریوں نے شاہجہان کو عالمگیر سے بدگمان کیا اور اس نے عالمگیر کی طرف سے نظر پھیری۔ ان دنوں عالمگیر جیسی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اور جس تحمل و بردباری سے اپنے والد کے فرمان کی اطاعت کرتا تھا۔ اس کی نظیر ایک نہایت فرمانبردار اور متدین لڑکے کے علاوہ اور کسی میں نہیں ملتی۔

امراء ہنود | عہد عالمگیر میں کتنے ہندو ہزاری منصبوں پر فائز تھے۔ اس کیلئے "امراء ہنود" کا مطالعہ کرنا چاہئیے۔

ہندو استھان | عالمگیر نے ہندوؤں کے مذہبی استھانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان کے نئے وہ "معافیات" دیکھیں یا سنیں جو پنڈتوں، برہمنوں اور مذہبی استھانوں کے نام لکھی گئی ہیں۔ برطانوی ہند کی عدالتوں میں زمین کے سند، لبست لگان اور مال گزاری کے ایسے مقدمے پیش ہوتے رہے جن میں سند، ڈلاک، فرمان عالمگیر بادشاہ کی دی ہوئی ایسی سیکڑوں سندیں پیش کی گئیں۔ جن میں پنڈتوں اور مذہبی استھانوں کو یا تو بہت سے ٹیکسوں سے مستثنیٰ کیا گیا ہے یا جاگیریں دی گئی ہیں۔

عالمگیر نے اپنے عہدِ سلطنت میں اور بہت سی معافیات کا اعلان کیا۔ مثلاً شمشان گھاٹ کا ٹیکس، تیرتھیاترا کا ٹیکس، میلوں پر سے آنے جانے کا ٹیکس یہ سب ٹیکس ختم کر دیئے گئے۔

عالمگیر کے خلاف برطانوی پالیسی | عالمگیر ہندوستان کا ایک نہایت عظیم المرتبت بادشاہ گذرا ہے۔ وہ صرف بادشاہ نہیں تھا بلکہ ایک مفکر مدبر بھی تھا۔ ہندوستانیوں کے دل میں اس بادشاہ کی بڑی قدر تھی۔ اسی لئے جب انگریزوں نے مغلوں کے راج پاٹ پر قبضہ کیا تو شہنشاہ عالمگیر کے خلاف ایک خاص مہم جاری کی گئی۔ اور ایک زمانہ تو ایسا گذرا ہے کہ انگریزوں نے اس رحمدل و رعایا پرور بادشاہ کو جلاد بنا کر پیش کیا۔ یہ برطانوی ہند کی سیاست تھی۔ انگریز اپنی نیک نامی کے لئے عالمگیر کو بدنام کرنا چاہتے تھے لیکن جب ہم آزادانہ طور پر عالمگیر کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں ایک رحمدل، عادل رعایا پرور اور دیندار بادشاہ نظر آتا ہے۔

بہادر شاہ اول | شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے شاہ معظم بہادر شاہ اول کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ انہیں کے زمانے میں سکھوں کے "بیراگی فرقے" نے جنم لیا۔

سکھ مسلم تعلقات | دولت مغلیہ اور سکھ بزرگوں میں کشمکش کی ابتداء عہد جہانگیر سے ہوئی۔ جب گورو ارجن پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے جہانگیر کے خلاف شہزادہ خسرو کی مدد اور افزائی کی ہے عہد عالمگیر میں گورو تیغ بہادر کے منظم جتھے کا عوام اور شاہی لشکر سے تصادم ہوا۔ اور اسی جرم میں وہ مارے گئے۔ لیکن بہادر شاہ اول کے زمانے میں سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ ایک جمعیت کے ساتھ شاہی لشکر میں داخل ہوئے۔ بہادر شاہ اول جب دکن کی مہم سر کرنے چلے تو گورو گوبند سنگھ ان کے ساتھ تھے۔ یہ گورو دکن میں ہی ایک خانگی تنازع میں مارے گئے۔ ان کا مزار ابھی تک "ناندیر" آندھرا پردیش سابق ریاست حیدرآباد میں موجود ہے۔ اس کی سمادھ کے لئے نظام حیدر آباد کی طرف سے ایک بڑی سی جاگیر بھی وقف ہے

بندہ بیراگی | گورو گوبند سنگھ کے بعد سکھوں کی قیادت "بندہ بیراگی" کے ہاتھ آئی۔ ان کا زمانہ شاہ عالم سے لے کر فرخ سیر تک پھیلا ہے۔ اس عرصہ میں بار بار بندہ بیراگی اور ان کی جمعیت کا مسلم عوام اور شاہی لشکر سے تصادم ہوا۔ عوام اس بدامنی سے سخت آزردہ خاطر تھے کہ جب پنجاب کے صوبیدار عبدالصمد خاں نے بندہ بیراگی اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کیا اور یہ خبر عوام تک پہنچی تو عوام نے بندہ بیراگی کے خلاف بلوہ کر دیا جس پر خان عبدالصمد خاں نے بمشکل قابو پایا۔ بندہ بیراگی لاہور سے دربار شاہی بھیج دیئے گئے۔ یہاں ان کو سزائے موت دی گئی۔ یہ مشہور ہے کہ ان کو شاہ فرخ سیر کے حکم سے دیوار میں چنوا دیا گیا۔ بالکل غلط ہے۔ ملا عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں خافی خاں کی چشمدید شہادت نقل کی ہے کہ ان کو تشہیر کے بعد قتل کر دیا گیا۔

قتل کی نوعیت | اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سکھ بزرگوں کے قتل کی نوعیت کیا تھی۔ یہ مذہبی قتل تھا یا سیاسی۔ یا اس کی نوعیت کچھ اور تھی؟

شخصی دورِ حکومت | تاریخ سے ظاہر ہے کہ شخصی بادشاہت کے دور میں ایسے قتلوں کو کوئی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ بڑے بڑے اولیاء علماء امراء اور شہزادے قتل کروا دیئے جاتے تھے۔ یہ قتل کبھی محض کسی موہوم خطرے کو دور کرنے کے لئے ہوتا تھا۔ جیسے عالمگیر کے پوتے "جہاندار شاہ" نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی اپنے کئی بھائیوں اور بھتیجوں کو قتل کرا دیا۔ اس قسم کی مثالیں ہر قوم و ملک کے شخصی دورِ حکومت میں ملتی ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر نے بھی جلوس شاہی کے بعد ہی اپنے لڑکے شہزادہ خسرو کو محض اس بناء پر نظر بند کر دیا کہ دربار کے چند امراء شہزادہ خسرو کے طرفدار تھے۔ اور اس کی بادشاہت کا اعلان کرنا چاہتے تھے۔

کبھی ایسے قتل بدامنی یا بغاوت کے جرم میں ہوتے تھے۔ کتنے صوبیدار امراء اس جرم میں مارے گئے۔ اس کی فہرست پڑھتے پڑھتے طبیعت اکتا جاتی ہے۔

اس زمانے میں ایسی سزائے موت کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں تھی۔ اسی لئے تاریخ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ کسی امیر یا وزیر یا لیڈر کے قتل کے خلاف عوام نے کوئی احتجاج کیا ہو۔

یقینی طور پر سکھ بزرگوں کے قتل کی نوعیت بھی یہی تھی۔ ان میں گورو ارجن کو تو قتل کی سزا بھی نہیں دی گئی۔ ان پر جرمانہ کیا گیا۔ مگر انہوں نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے ان کو قید کیا گیا اور جیل ہی میں وہ دنیائے فانی سے گذر گئے۔

دوسرے دونوں بزرگ نقض امن کے جرم میں قتل کئے گئے۔ مسلمان بادشاہوں نے سکھ مذہب کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ وہ تو اس مذہب کے قدردان تھے توحید اور مساوات بابا نانک کی بنیادی تعلیمیں ایسی ہیں جن کی کوئی مسلمان بےقدری نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ گورو نانک سے لے کر گورو گوبند سنگھ جی دسویں گورو تک سکھوں کا مسلمانوں سے بڑا میل جول رہا۔ گورو ہر رائے تک تو شکایت کی کوئی بات پیدا نہیں ہوئی جہانگیر، عالمگیر اور فرخ سیر کے زمانے میں سکھ لیڈر زیر عتاب آئے۔ ان چند واقعات سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ ان سانحات کے بعد بھی سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ ہر مغل بادشاہ نے سکھ بزرگوں کو جاگیریں اور روزینے دیئے۔

عالمگیر اور سکھ گورو صاحبان

اورنگزیب عالمگیر جس نے گورو تیغ بہادر کو نقض امن کے جرم میں قتل کرایا۔ اُن کے پچاس سالہ دور حکومت میں چار سکھ گورو گذرے۔ یہ ہیں گورو ہر رائے صاحب گورو ہرکشن صاحب گورو تیغ بہادر صاحب اور گورو گوبند سنگھ گورو ہر رائے سنگھ وہ گورو ہیں جنہوں نے عالمگیر کے مقابلہ میں داراشکوہ کی مدد کی تھی۔ اس زمانے میں تاج و تخت کی جنگ میں ہارنے والے کا انجام کیا ہوتا تھا اگر اسے پیش نظر رکھا جائے تو حیرت آتی ہے کہ گورو ہر رائے سنگھ شاہی دار و گیر سے کیسے بچ گئے۔ مگر وہ عالمگیر جس نے اپنے بڑے بھائی داراشکوہ کو قتل کرادیا۔ اور جن امراء، زمینداروں اور ریاستوں پر داراشکوہ کی حمایت کا شبہ تک تھا۔ ان سے مواخذہ کیا۔ کہنے والے تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس عہد کے مشہور رباعی گو شاعر سرمد بھی اسی لئے قتل کئے گئے۔ کہ انہوں نے داراشکوہ کی بادشاہی کی پیشگوئی کی تھی۔ اس عالمگیر نے گورو ہر رائے سنگھ کو کوئی سزا کیوں نہیں دی۔ اس کے جواب میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ گورو خاندان کے تقدس و بزرگی کا قائل تھا تواریخ گورو خالصہ میں گورو ہر رائے صاحب کے نام عالمگیر کا ایک خط درج کیا گیا ہے۔ اس سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ

نانک صاحب کے گھرانے کو
ہم دوسرے بت پرست ہندو
کافروں کی طرح نہیں سمجھتے
کیونکہ نانک شاہ سچے پیغمبر
اور خدا تک پہنچے ہوئے ہیں

صلح کل تھے۔ انہوں نے مکے کا حج کیا اور بہت عرصہ تک اسلامی ممالک میں کئی سال رہ کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی اور ان کے ساتھ مل جل کر کھاتے رہے۔ انہوں نے عزیزت کو دور کیا۔ امید کہ آپ بھی اس راستہ پر چلنے والے ہوں۔ آپ کی ملاقات کے لئے میرا دل بہت چاہتا ہے۔ آپ ضرور درشن دیں۔" (تواریخ گورو خالصہ ص ۹۲۶)
(بحوالہ سکھ مسلم اتحاد)

گورو ہرکشن صاحب اور عالمگیر کے تعلقات

گورو ہرکشن صاحب ایسے تھے کہ عالمگیر سلطان کے لئے پانچ سو روپے روزینہ مقرر کردیا تھا البتہ گورو تیغ بہادر کی عالمگیر کے ساتھ آخیر تک نباہ نہیں ہوسکی۔ چند تاریخی شہادتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ اور گورو کے تعلقات کے بگاڑنے میں رقیبوں کے علاوہ خاندان کے بعض مخالف لوگوں نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ پھر بھی عالمگیر جیسے قدرشناس بادشاہ سے یہ توقع نہیں رکھتے کہ کسی معقول وجہ کے بغیر گورو کے خلاف فیصلہ کیا ہو یہی وجہ ہے کہ ان کے لڑکے گورو گوبند سنگھ نے باپ کے قتل کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور شاہی ملازمت اختیار کرلی۔ اور عالمگیر کے بعد وہ دکن کی مہم میں بھی بہادر شاہ اول کے ساتھ ساتھ رہے۔

سکھ مسلم تعلقات بگاڑنے کے لئے انگریزی دور حکومت میں بہت سے افسانے گھڑے گئے جن سے ان تعلقات میں بڑی تلخی آئی۔ ہمیں چاہیئے کہ اب آزاد ماحول میں ان تلخیوں کو دور کرنے کے لئے قدم آگے بڑھائیں۔

کتب سنسکرت کے ترجمے

اس کے بعد میں دولت مغلیہ کے ایک زریں کارنامے کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ ہے کتب سنسکرت کے فارسی ترجمے۔ یہ ان کی رواداری کا ایک نہایت ہی پائدار اور ٹھوس ثبوت ہے۔

دولت مغلیہ سے پہلے دولت غزنویہ میں بھی اخلاق و امثال کی مشہور کتاب "پنچ تنتر" کا فارسی ترجمہ ہوا تھا۔ پھر فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں بھی "جوالامکھی" مندر کی کتب سنسکرت کے فارسی میں ترجمے ہوئے تھے۔ اور ان سے بھی پہلے خلافت عباسیہ کے سلسلہ میں ہندوستان سے سنسکرت کے سینکڑوں علماء بغداد بلائے گئے تھے۔ اور ان کی مدد سے "دارالترجمہ" میں سنسکرت کی سینکڑوں کتابوں کے عربی ترجمے کئے گئے۔ ڈاکٹر گستاؤلی بان نے "تمدن ہند" میں لکھا ہے کہ

"بعض عربی مورخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء بغداد کے دربار میں متعدد ہندو علماء موجود رہتے تھے"

دولت مغلیہ میں دربار بغداد کی یاد تازہ ہوگئی۔ اس باب میں شہنشاہ اکبر اور دارا شکوہ کے کارنامے زریں حروف سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ان کے زمانے میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے فارسی میں ترجمے ہوئے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

مہابھارت
رامائن
اتھروید
لیلاوتی
ناٹک
راج ترنگنی (تاریخ کشمیر)
ہری ونش
پنچ تنتر
سنگھاسن بتیسی
اپنشد

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں کے فارسی ترجمے ہوئے جن کی تفصیل میں نے اپنی کتاب "ہندو مسلم اتحاد" میں دی ہے۔

سلطان محمد ٹیپو

بظاہر دولت مغلیہ کے بعد ستارۂ اسلام کی رواداری کا باب ختم ہوجانا چاہیئے۔ مگر ابھی افق ہند پر ایک بادشاہ کا ستارۂ اقبال طلوع ہونے والا ہے جس کا نام سنتے ہی سینے میں وطن عزیز کی محبت کا جذبہ موج مارنے لگتا ہے اور وہ ہے ابوالفتح فتح علی سلطان محمد ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ۔

حکمرانی کا ارتقائی تصور

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دن بدن مسلمانوں کی حکومت زوال پذیر ہوتی جاری تھی مگر ان کا تصور حکمرانی ارتقائی دوروں سے گذر رہا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ میسور کی تیسری جنگ کے بعد سلطان ٹیپو نے ہندوستان میں پارلیمانی طرز کی حکومت قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے مشہور فرانسیسی فاتح نپولین بوناپارٹ کو جو خط لکھا ہے اس میں اپنے جمہوریہ کا صدر اعلیٰ کہا ہے۔ اور یہی وہ نظام حکومت ہے جو آج ہمارے ملک میں جاری ہے۔

پارلیمانی طرز کی حکومت کا خیال

مسلمانوں میں پارلیمانی طرز کی حکومت قائم کرنے کا خیال رہ رہ کے اُبھرتا رہا ہے۔ ہم سب سے پہلے سلطان علاؤالدین خلجی کو اس کے متعلق غور و فکر کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ اس کے بعد شہنشاہ اکبر کو اس پر گامزن دیکھتے ہیں۔ اور ہم شہنشاہ عالم کے زمانے میں آتے ہیں تو ایک اسلامی مفکر کو اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ وہ ہیں "حضرت سید ولی اللہ شاہ"۔ ان کے بعد اس نظریئے کو جامہ عمل پہنانے کے لئے سرزمین دکن میں ایک انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ ہے ہمارے اس باب کا ہیرو یعنی "سلطان محمد ٹیپو"

محمد بن قاسم کے اصول

محمد بن قاسم کے زمانے میں جو یہ بات ایک اصول کے طور پر مان لی گئی تھی کہ غیر مسلموں کو بھی حکومت کے کاروبار میں شریک کرنا چاہیئے۔ اسی کی ترقی یافتہ صورت پارلیمانی طرز حکومت ہے۔ وہ زمانہ شخصی حکومت کا تھا۔ اور عوام کے نزدیک اس وقت یہی طرز حکومت ملک کے لئے مفید تھا۔ اس لئے ہم کو شخصی حکومت کے زمانے میں کبھی عوامی بغاوت کا پتہ نہیں چلتا۔ دولت مغلیہ کے عہد میں ہم کو صرف ایک ایسی مختصری بغاوت کا پتہ لگتا ہے۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں ست نامیوں کی بغاوت تھی۔ اس میں سنار، لوہار، کھتنگی وغیرہ شامل تھے۔ اس سے پہلے جتنی بغاوتیں ہوئیں وہ امراء کی بغاوتیں تھیں۔

شاہجہان اور سعداللہ خاں

شاہجہان کا زمانہ انتہائی آسودگی، خوشحالی اور دولت مغلیہ کے عروج کا زمانہ تھا۔ ان کا خاص مشیر سعداللہ خاں تھا۔ جو ان کا وزیر بھی تھا۔ ان کا نظریہ تھا کہ نمک حلالی مسلّم ہے۔ لیکن اگر غریبوں کی بھلائی کے راستے میں نمک حلالی رکاوٹ ہے تو غریبوں کی بھلائی کو ترجیح دینا چاہیئے۔ آج کا کمیونزم اسی نظریئے کا ایک بھیانک روپ ہے۔ (دولت مغلیہ کی حیثیت مرکزی)

سلطان ٹیپو کی سیرت بھی اسی سانچے میں ڈھلتی ہے۔ ان کی سیرت میں عوامی احساسات کا احترام، دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کی تعظیم کا جو ایک بے پناہ جذبہ نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ایک مملکت کا صدر اعلیٰ ہونے کا۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

شعبہ صحت: درخواست دعا۔ مکرم رستم علی خاں صاحب جو کہ معمر بزرگ ہیں بہت ہی پرانے احمدی ہیں بعارضہ فالج شدید بیمار ہیں۔ میڈیکل کالج لکھنؤ میں بغرض علاج داخل ہیں آپ لکھنؤ میں ایک مستعد آنریری مبلغ کے طور پر تنظیم جماعت تعلیم و تربیت اور تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہتے ہیں۔ لکھنؤ کی جماعت کیلئے آپ کا وجود بڑا قیمتی ہے احباب جماعت ہندوستان سے بزرگ موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ اللہ

دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد

بیعت کے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اس کے بعد ہر احمدی کا فرض اولین ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس عہد کو آخری دم تک ہر جہت سے پورا کرنے کی سعی کرے۔ لیکن مرکزی آمد لازمی چندہ جات کی پوزیشن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی جماعتوں کے احباب نے مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں کی اور اپنے عہد بیعت کو سامنے نہ رکھ کر قدرے تساہل سے کام لیا ہے کہ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افراد جماعت بقایا دار ہو رہے ہیں۔ اور مرکز کمی آمد کی وجہ سے زیر بار ہے اور ضروری امور سلسلہ کی سرانجام دہی میں تاخیر یا روکاوٹ کا خدشہ ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مالی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی اہمیت کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ

"دنیا میں آج تک کون سا سلسلہ ہوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہو یا دینی سے بغیر مال چل سکا۔ دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے۔ اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے۔ پس کس قدر بخیل اور ممسک ہے وہ شخص جو ایسے عالی مقاصد کی کامیابی کے لئے ادنے چیز .... مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا۔ میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو چندہ میں شامل کرو۔ کہ یہ موقع پھر ہاتھ آنے کا نہیں۔"

اگر بقایا دار احباب اس لئے ادائیگی چندہ جات میں تساہل سے کام لیتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کے اموال میں کمی آ جائے گی تو اُن کی آگاہی کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد درج ذیل ہے کہ

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

یہ بھی ممکن ہے کہ احباب اپنی ذاتی یا خاندانی ضروریات کی بنا پر اس طرف توجہ نہ دے سکے ہوں اور اس وجہ سے چندہ جات کے بقایا دار ہو گئے ہوں۔ لیکن اس صورت میں بھی یہ امر قابل توجہ ہے کہ جب دین کے لئے سلسلہ کو مال کی ضرورت ہے۔ اور احباب کو اپنی ضرورت کے لئے بھی .... تو مقدم کس کی ضرورت کو رکھا جانا چاہیئے؟ دینی ضروریات کو یا اپنی ذاتی ضرورت کو؟ اس کا جواب عہد بیعت میں ہے کہ ہر احمدی نے کہا ہے کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔"

پھر اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ

"انسان کی ضروریں تو ہمیشہ اس کے ساتھ لگی ہی رہتی ہیں لیکن ایمان کی علامت ہوتی ہے کہ سلسلہ کے کاموں کو انفرادی کاموں پر مقدم سمجھا جائے .... مومن کی علامت تو یہ ہوتی ہے کہ اُسے کتنی ہی حقیقی ضرورت کیوں نہ درپیش ہو۔ وہ اسے دینی خدمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھے اور اپنی ضروریات کو دین کی ضروریات پر قربان کر دیتا ہے .... پس مومن خواہ مرد ہو یا عورت دین کے کاموں کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھتا ہے اور دین کے .... کاموں کو سرانجام دینے کے لئے اسے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ .... پہنچے۔ اس کے گھر کے کاموں کو کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جائے وہ ان باتوں کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔"

احباب کرام ابھی منزل مقصود بہت دور ہے اور ہم نے ان بزرگوں سے مماثلت ثابت کرنا ہے کہ جنہوں نے اپنے سارے اموال اور جانیں خدا کی راہ میں دے دیں اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا مقام حاصل کیا۔ اس کے لئے کچھ عرصہ قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک رپورٹ پر فرمایا کہ

"جلد سے جلد ہندوستانی جماعتیں تنظیم کریں اور چندہ کو تین چار لاکھ روپیہ سالانہ تک لے جائیں اور دو تین سال تک ہمارا جو پہلا بجٹ دس لاکھ سالانہ تھا اس تک پہنچا دیں۔ یہاں تک کہ پھر مدرسہ احمدیہ اور سکول اور کالج قادیان میں بن جائیں اور بڑا کامیاب پریس جاری ہو جائے۔"

یاد رکھنا چاہیئے کہ مشکلات اور آزمائش کے دور روحانی جماعتوں کو تباہ کرنے یا اُن کو مٹانے کیلئے نہیں آتے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق عظیم الشان ترقیات کا پیش خیمہ ہوتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت صبر و استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی قربانیاں بڑھا چڑھا کر پیش کرتی چلی جائے۔

پس ضرورت ہے کہ احباب جماعت موجودہ امتحان کے دور میں صبر و رضا کا عملی نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد بیعت کو پورا کریں اس کے لئے ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم اپنے اندر ایک نئی روح ایک نیا جوش اور نیا عزم پیدا کر کے اپنی جماعت کے ہر فرد کو منظم کریں تاکہ کسی جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو نادہند، بے شرح، بے قاعدہ یا بقایا دار ہو۔ چنانچہ اسی سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تاکیداً مجلس مشاورت کے پیغام میں فرمایا کہ:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں اُن کی غفلت بھی سلسلہ کیلئے نقصان کا موجب بن رہی ہے۔ پس میں تمام امراء اور سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نرمی اور محبت سے اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ مالی امور کے بارے میں اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر ان کی کما حقہٗ ادائیگی کیلئے کوشاں ہوں تاکہ ہمارا عملی نمونہ اس جہت سے بھی معیاری ہو جائے اور ہم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کرام کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

لدھیانہ ۳۰ر جولائی۔ دیوان رام سرن وائس صدر پنجاب فوڈ گرین ڈیلرز ایسوسی ایشن کے بیان کے مطابق صوبہ کی قریباً دو سو منڈیوں کے غلہ بیوپاریوں نے پنجاب زرعی مارکیٹنگ ایکٹ کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر آج سے غیر معین عرصہ کے لئے ہڑتال کر دی ہے۔ صوبہ کی بہت سی منڈیوں میں پہلے سے ہی ہڑتال جاری ہے۔ یاد رہے کہ فوڈ گرین ڈیلرز ایسوسی ایشن نے کل اپنی کنونشن میں ڈیلروں سے ہڑتال کرنے کی اپیل کی ہے۔ بکری والے دلال اور بنئے دار بھی ہمدردی کے طور پر ہڑتال میں حصہ لے رہے ہیں۔ دیوان رام سرن داس نے مزید کہا کہ اس ہڑتال کے نتیجہ میں صوبہ کے بیوپاریوں اور مارکیٹ کمیٹیوں کو روزانہ قریباً دس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوگا۔

چنڈی گڑھ ۳۰ر جولائی۔ ماسٹر گوربخش سنگھ وزیر زراعت نے آج یہاں اخبارات کے نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے اپوزیشن پارٹیوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے پنجاب کی مختلف اناج منڈیوں میں مارکیٹنگ ایکٹ کے خلاف غیر معین عرصہ کے لئے ہڑتال کرائی ہے۔ ماسٹر گوربخش سنگھ نے اس سلسلہ میں کسی پارٹی کا نام نہ لیا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہڑتال کی اپیل پنجاب فوڈ گرین ڈیلرز ایسوسی ایشن نے کی ہے۔ اس ایکٹ کے ماتحت زرعی پیداوار کی خرید فروخت ذخیرہ اندوزی اور پروسسنگ کو کنٹرول کیا گیا ہے۔ بیوپاریوں کا کہنا ہے کہ اس ایکٹ کے ماتحت ان کے کام کاج پر ناجائز پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ ایکٹ کی خلاف ورزی کی صورت میں سخت سزا تجویز کی گئی ہے۔ ماسٹر گوربخش سنگھ نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ گورنمنٹ ہڑتالیوں کی شکایات کو دور کرنے کے لئے تیار ہے لیکن گورنمنٹ کو ابھی تک ان کے مطالبات ہی موصول نہیں ہوئے۔ یہ قانون کاشتکاروں، غلہ بیوپاریوں اور صارفین کے مفاد کے لئے ... ہے۔

چنڈی گڑھ ۳۰ر جولائی۔ پنجاب گورنمنٹ مارکیٹنگ ایکٹ کے متعلق ماسٹر گوربخش سنگھ وزیر زراعت نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ بیوپاریوں کے لئے مال کی فروخت ... کی جو شرط تھی وہ واپس لی جاتی ہے۔ گورنمنٹ اناج کا گوشوارہ ہر روز بھیجنے کے قاعدہ میں بھی تبدیلی کرنے پر بھی غور کر رہی ہے نئی تجویز کے مطابق گوشوارہ تین دن کے بعد بھیجنے کی اجازت ہوگی۔ آپ نے بیوپاریوں کی شکایات

وعدہ کرنے کا اعادہ کیا۔

الجزائر ۳۰ر جولائی۔ بتایا گیا ہے کہ باغی نائب وزیر اعظم بن بیلا نے حامی الجیریا کی ساجد ھانی میں داخل ہونے اور سارے ملک کا نظم و نسق سنبھالنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ کل غیر جانبدار فوجی کمان نے الجزائر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد ریڈیو پر ایک بیان نشر کرتے ہوئے فوجی کمان نے مخالف گروپوں کو دعوت دی تھی کہ وہ بات چیت کے ذریعے اپنے اختلافات ختم کریں۔ سیاسی مبصروں کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ بن بیلا کے شہر میں داخل ہونے اور اس پر قبضہ کرنے سے ہی خود گروپ کو سخت دھکا لگے گا۔ بن بیلا نے اعلان کیا ہے کہ وہ کسی بھی دن الجزائر جاکر حکومت پر قبضہ کریں گے۔ بن بیلا کے نمائندہ مسٹر محمد خضر نے پیرس میں ایک بیان میں بتے کہا ہے کہ بن بیلا کا سیاسی بیورو ستمبر بارہ تک الجزائر میں نظم و نسق سنبھال لے گا۔

شملہ ۳۰ر جولائی۔ پنجاب کے وزیر بحالیات سوار پریم سنگھ پریم نے آج یہاں انکشاف کیا کہ مرکزی سرکار نے جموں اور کشمیر کے پاکستانی مقبوضہ علاقہ سے آنے والے اشخاص کو فی فیملی ڈیڑھ ہزار روپے گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چاہے ان کے نام جموں و کشمیر سرکار کے بحالیات آفس میں درج ہوں یا نہ ہوں۔

کلکتہ ۳۰ر جولائی۔ آج ڈم ڈم ہوائی اڈہ میں ایک نوجوان کو حراست میں لے لیا گیا۔ پولیس کے بیان کے مطابق اس نے پردھان منتری کی کار پر کودنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن بعد ازاں نوجوان نے پولیس کو بتایا کہ وہ پردھان منتری کے اچھی طرح درشن کرنے کے لئے صرف سڑک پار کر رہا تھا۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب پردھان منتری کی کار راج بھون سے ڈم ڈم ہوائی اڈہ پر پہنچی تھی۔

بمبئی ۳۰ر جولائی۔ صدر کانگریس شری ڈی سنجیویا نے یہاں تقریر کرتے ہوئے ذمہ دار اسیروں سے اپیل کی کہ ساری قوم کی ترقی فرد واحد کے طور پر سوچے اور عمل کرے اور فرد واحد کے روپ میں ہی زندگی بسر کرے۔ اسی طرح قوم میں جذباتی یکجہتی آسکتی ہے اور وہ ترقی کر سکتی ہے۔ آپ نے کہا کہ قومی یکجہتی صرف مذہبوں اور ذات پات کے امتیازات کے خلاف ہی جدوجہد کا نام نہیں بلکہ اقتصادی عدم مساوات کے خلاف بھی جدوجہد ہے جب تک عوام یہ محسوس نہ کریں کہ قومی یکجہتی سے ساری سوسائٹی کے لئے زندگی کے بہتر حالات ہیں تب تک لوگوں میں یکجہتی کا جذبہ پیدا نہ ہوگا۔ اور اس جذبہ کے بغیر قوم ترقی نہیں کر سکتی۔

شاہان اسلام کی رواداریاں

(بقیہ صفحہ ۱۰)

حیثیت سے ہر ملک گئے۔ فوج کی وردی میں لباس کا خیال رکھتا تھا۔ سلطنت خداداد کی رعایا کے حقوق کی اس طرح حفاظت کی گئی جیسے ایک رواداد حکومت میں کی جا سکتی ہے۔ اس وقت کے ایک سندو بزرگ شنکر آچاریہ کو اپنی مملکت کے لئے ایک نعمت اپنی سمجھتے اور بار بار یہ کہتا ہے کہ جس ملک میں آپ جیسے بزرگ سیرت لوگ رہتے ہیں وہ ملک تمام و آباد اور مصر کا جاذل ہے۔ ... شنکر آچاریہ نے جب اس سنہ کے تیرتھ استھانوں کی یاترا کا ارادہ کیا تو سلطان نے ان کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ پھر جب ان کی واپسی میں دیر ہوئی تو بڑی بے قراری کا اظہار کیا۔

(تاریخ سلطنت خداداد)

متحدہ قومیت کا یہ

دریا دولت باغ | علمبردار اور جاں نثار

کا یہ مجسمہ سیور کی آخری جنگ میں انگریزوں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ ان کے دشمن لارڈ ولزلی نے ان کے مزار "دریا دولت باغ" کی دیوار پر جو سیرنگاپٹن جنگ کا نقشہ بنوایا ہے وہ آج بھی سلطان محمد ٹیپو کی حب الوطنی اور ملک سے وفاداری کی شہادت دے رہا ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے تاثرات | اسلامی تہذیب

کے اور تہذیبی قصہ، حکمت اور جذبہ سے مالامال ہے ہندوستان میں جب پاکیزہ سماج قائم ہوا اس کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو کا یہ قول ... کر یہ بیان ختم کرتا ہوں۔ وہ اپنی مشہور کتاب "ماری بانینس" ... تلاش ہند میں یوں لکھتے ہیں:۔

ہندو مسلم دونوں صلح وامن کے ساتھ مل جل کر ایک ساتھ رہتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے تہواروں اور خوشیوں میں شریک ہوتے تھے۔ ایک زبان بولتے تھے۔ ہم

بیش ایک طریقے پر رہتے تھے۔ اور سب کے اقتصادی مسائل ایک سے تھے۔ پولو ان کا پسندیدہ کھیل تھا۔ اور ہاتھیوں کی لڑائی کا ان سب کو شوق تھا"

(تلاش ہند صفحہ ۲۳۲)

کلکتہ ۳۰ر جولائی۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے کانگرس ورکروں کی میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان کی سرکار کی سرزنش کی کہ اس نے جو دلی لیڈر آج یہ دوبارہ بھارت کو آسام سے مغربی بنگال آتے وقت مشرقی پاکستان کے علاقے سے گزرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے کہا کہ وہ مشرقی پاکستان کے ایک کونہ میں سے کمتر راستے سفر کریں گے۔ پھر بھی یہ دورہ موجودہ حالت کو بہتر بنانے میں بڑا مفید ثابت ہوگا۔ ان کا یہ دورہ سیاسی طریق کار سے بالکل الگ تھلگ اور جداگانہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ بعد میں زیادہ عرصہ کے لئے مشرقی پاکستان کے دورہ پر جاسکیں گے۔ تاہم ان کا موجودہ دورہ ایک آغاز ثابت ہوگا۔ آپ نے بتایا کہ آسام جاتے وقت اور یہاں واپسی کے وقت مشرقی پاکستان ہو کر آنے کے بڑے خواہشمند تھے۔ اس پر بھارت سرکار نے پاکستان کو لکھا اور اس نے انہیں اجازت دیدی۔